قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

بدھ یکم مارچ 2023ء | 8/شعبان 1444 ہجری قمری | یکم امان 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:51

ارشادِ باری تعالیٰ

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫ فَتُصۡبِحُ الۡاَرۡضُ مُخۡضَرَّۃً ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَطِیۡفٌ خَبِیۡرٌ ﴿۶۳﴾

(الحج: 64)

ترجمہ: کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو زمین اس سے سرسبز ہو جاتی ہے۔ یقیناً اللہ بہت باریک بین (اور) ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

فرمانِ رسولؐ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آنحضرت ﷺ خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد5 صفحہ 273 مطبوعہ بیروت و مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

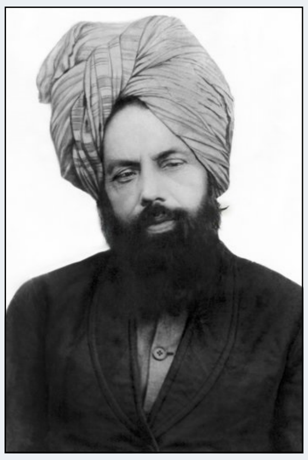

اگلے جہان میں بھیجا جانے والا مال

- اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو اور ہر یک تم میں سے دیکھتا رہے کہ مَیں نے اگلے جہان میں کون سا مال بھیجا ہے اور اس خدا سے ڈرو جو خبیر اور علیم ہے اور تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے یعنی وہ خوب جاننے والا اور پرکھنے والا ہے اس لئے وہ تمہارے اعمال ہرگز قبول نہیں کرے گا اور جنہوں نے کھوٹے کام کئے انہیں کاموں نے ان کے دل پر زنگار چڑھا دیا۔ سو وہ خدا کو ہرگز نہیں دیکھیں گے۔

(ست بچن، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 225-226)

- بجز اس طریق کے کہ خدا خود ہی تجلّی کرے اور کوئی دوسرا طریق نہیں ہے جس سے اس کی ذات پر یقین کامل حاصل ہو لَا تُدۡرِکُہُ الۡاَبۡصَارُ ۫ وَہُوَ یُدۡرِکُ الۡاَبۡصَارَ سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے کہ ابصار پر وہ آپ ہی روشنی ڈالے تو ڈالے۔ ابصار کی مجال نہیں ہے کہ خود اپنی قوت سے اسے شناخت کرلیں۔

(البدر جلد 2 نمبر 47 مورخہ 16/دسمبر 1903ء صفحہ 373)

- منافقانہ رجوع درحقیقت رجوع نہیں ہے لیکن جو خوف کے وقت میں ایک شقی کے دل میں واقعی طور پر ایک ہراس اور اندیشہ پیدا ہوجاتا ہے اُس کو خدا تعالیٰ نے رجوع میں ہی داخل رکھا ہے اور سُنّت اللہ نے ایسے رجوع کو دنیوی عذاب میں تاخیر پڑنے کا موجب ٹھہرایا ہے گو اُخروی عذاب ایسے رجوع سے ٹل نہیں سکتا مگر دُنیوی عذاب ہمیشہ ٹلتا رہا ہے اور دوسرے وقت پر پڑتا رہا ہے۔ قرآن کو غور سے دیکھو اور جہالت کی باتیں مت کرو اور یاد رہے کہ آیت لَنۡ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفۡسًا کو اس مقام سے کچھ تعلق نہیں۔ اس آیت کا تو مدّعا یہ ہے کہ جب تقدیر مبرم آجاتی ہے تو ٹل نہیں سکتی۔ مگر اِس جگہ بحث تقدیرِ معلّق میں ہے جو مشروط بشرائط ہے جبکہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں آپ فرماتا ہے کہ میں استغفار اور تضرّع اور غلبہ خوف کے وقت میں عذاب کو کفار کے سر پر سے ٹال دیتا ہوں اور ٹالتا رہا ہوں۔ پس اس سے بڑھ کر سچا گواہ اور کون ہوسکتا ہے جس کی شہادت قبول کی جائے۔

(ضمیمہ انوار الاسلام: اشتہار انعامی تین ہزار روپیہ، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 80)

فرمانِ خلیفۂ وقت

کل کے لئے کیا جمع کیا

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ:

’’تقویٰ اللہ اختیار کرو اور ہر ایک جی کو چاہئے کہ بڑی توجہ سے دیکھ لے کہ کل کے لئے کیا کیا۔ جو کام ہم کرتے ہیں ان کے نتائج ہماری مقدرت سے باہر چلے جاتے ہیں۔ اس لئے جو کام اللہ کے لئے نہ ہوگا تو وہ سخت نقصان کا باعث ہوگا۔ لیکن جو اللہ کے لئے ہے تو وہ ہمہ قدرت اور غیب دان خدا جو ہر قسم کی طاقت اور قدرت رکھتا ہے اُس کو مفید اور مثمر بثمرات حسنہ بنادیتا ہے۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 66)

پھر آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) فرماتے ہیں:

’’اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر نفس کو چاہئے کہ دیکھتا رہے کہ کل کے لئے اس نے کیا کیا اور تقویٰ اپنا شعار بنائے اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو، اس سے خوب آگاہ ہے۔

غرض دنیا و عقبیٰ میں جس کامیابی کا ایک گُر بتایا کہ انسان کل کی فکر آج کرے اور اپنے ہر قول وفعل میں یہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ میرے کاموں سے خبردار ہے۔ یہی تقویٰ کی جڑھ ہے اور یہی ہر کامیابی کی روح رواں ہے۔ برخلاف اس کے انجیل کی یہ تعلیم ہے جو (متی) باب 6 آیت 33 میں مذکور ہے بایں الفاظ کہ ’’کل کے لئے فکر نہ کرو کیونکہ کل کا دن اپنے لئے آپ فکر کرے گا۔ آج کا دُکھ آج کیلئے کافی ہے۔‘‘

اگر ان دونوں تعلیموں پر غور کریں تو صرف اسی ایک مسئلے سے اسلام و عیسائیت کی صداقت کا فیصلہ ہوسکتا ہے۔ ایک نیک دل، پارسا، طالبِ نجات، طالب حق خوب سمجھ لیتا ہے کہ عملی زندگی کے اعتبار سے کون سا مذہب احق بالقبول ہے۔

اگر انجیل کی اس آیت پر ہم کریں، خود انجیل کے ماننے والے عیسائی بھی عمل کریں تو دنیا کی تمام ترقیاں رُک جائیں اور تمام کاروبار بند ہوجائیں۔ نہ تو بجٹ بنیں۔ نہ ان کے مطابق عمل درآمد ہو۔ نہ ریل گاڑیوں اور جہازوں کے پروگرام پہلے شائع

بقیہ صفحہ 13 پر

اس شمارہ میں

- دل پاک نہیں ہوسکتا جب تک آنکھ پاک نہ ہو (منظوم)
- احکام خداوندی
- حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- سرکس (تماش گاہ)
- سردار نور احمد مرتضیٰ ڈوگر مرحوم

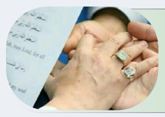

دربارِ خلافت

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو پہلے کہا کہ غضّ بصر سے کام لو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

مَیں نے پہلے بھی کہا کہ ہمیں خاص طور پر نوجوانوں کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا سے متأثر ہو کر اس کے پیچھے چلنے کی بجائے دنیا کو اپنے پیچھے چلانے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ پردہ اور لباس کے حوالے سے مَیں نے بات شروع کی تھی اس حوالے سے یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں اور افسوس سے کہنا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کیا اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے صرف پردہ ہی ضروری چیز ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ تعلیم اب فرسودہ ہو چکی ہے اور اگر ہم نے دنیا کا مقابلہ کرنا ہے تو ان باتوں کو چھوڑنا ہو گا (نعوذباللہ)۔ لیکن ایسے لوگوں پر واضح ہو کہ اگر دنیا داروں کے پیچھے چلتے رہے اور ان کی طرح زندگی گزارتے رہے تو پھر دنیا کے مقابلے کی بجائے خود دنیا میں ڈوب جائیں گے۔ نمازیں بھی آہستہ آہستہ ظاہری حالت میں ہی رہ جائیں گی یا اور کوئی نیکیاں ہیں یا دین پر عمل ہیں تو وہ بھی ظاہری شکل میں رہ جائے گا اور پھر آہستہ آہستہ وہ بھی ختم ہو جائے گی۔

پس اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔ یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ اسلام کی ترقی کے لئے ہر وہ چیز ضروری ہے جس کا خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ پردہ کی سختیاں صرف عورتوں کے لئے نہیں ہیں۔ اسلام کی پابندیاں صرف عورتوں کے لئے نہیں ہیں بلکہ مَردوں اور عورتوں دونوں کو حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے مَردوں کو حیا اور پردے کا طریق بتایا تھا۔ چنانچہ فرمایا کہ قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَیَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ؕ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ ﴿۳۱﴾ (النور:31) مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔ یقیناً اللہ جو وہ کرتے ہیں اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو پہلے کہا کہ غضّ بصر سے کام لو۔ کیوں؟ اس لئے کہ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ کیونکہ یہ بات پاکیزگی کے لئے ضروری ہے۔ اگر پاکیزگی نہیں تو خدا نہیں ملتا۔ پس عورتوں کے پردہ سے پہلے مَردوں کو کہہ دیا کہ ہر ایسی چیز سے بچو جس سے تمہارے جذبات بھڑک سکتے ہوں۔ عورتوں کو کھلی آنکھوں سے دیکھنا، ان میں مِکس اَپ (mix up) ہونا، گندی فلمیں دیکھنا، نامحرموں سے فیس بُک (facebook) پر یا کسی اور ذریعہ سے چَیٹ (chat) وغیرہ کرنا، یہ چیزیں پاکیزہ نہیں رہتیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں کئی جگہ بڑی کھل کر نصیحت فرمائی ہے۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ خدا ہی کا کلام ہے جس نے اپنے کھلے ہوئے اور نہایت واضح بیان سے ہم کو ہمارے ہر یک قول اور فعل اور حرکت اور سکون میں حدود معیّنہ مشخّصہ پر قائم کیا اور ادبِ انسانیت اور پاک رَوِش کا طریقہ سکھلایا۔ وہی ہے جس نے آنکھ اور کان اور زبان وغیرہ اعضاء کی محافظت کے لئے بکمال تاکید فرمایا قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَیَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ؕ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ... یعنی مومنوں کو چاہئے کہ وہ اپنی آنکھوں اور کانوں اور ستر گاہوں کو نامحرموں سے بچاویں اور ہر یک نادیدنی اور ناشنیدنی اور ناکردنی سے پرہیز کریں کہ یہ طریقہ ان کی اندرونی پاکی کا موجب ہو گا۔ یعنی ان کے دل طرح طرح کے جذبات نفسانیہ سے محفوظ رہیں گے کیونکہ اکثر نفسانی جذبات کو حرکت دینے والے اور قوائے بہیمیہ کو فتنہ میں ڈالنے والے یہی اعضاء ہیں۔ اب دیکھئے کہ قرآن شریف نے نامحرموں سے بچنے کے لئے کیسی تاکید فرمائی اور کیسے کھول کر بیان کیا کہ ایماندار لوگ اپنی آنکھوں اور کانوں اور ستر گاہوں کو ضبط میں رکھیں اور ناپاکی کے مواضع سے روکتے رہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 209 حاشیہ)

(خطبہ جمعہ 13/ جنوری 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

دل پاک نہیں ہوسکتا جب تک آنکھ پاک نہ ہو

اداریہ مجریہ مؤرخہ 8/ دسمبر 2022ء سے متاثر ہو کر موصوفہ نے یہ کلام کہا ہے۔ اداریہ اس لنک پر ملاحظہ فرمائیں: https://www.alfazlonline.org/0874212/2022/12//

نظریں جھکا کے پیاری! تُو نظروں کو پاک کر
اپنے وجود کے سبھی چہروں کو پاک کر

دامن بچا کے راستے کے خار سے گزر
چادر کی دلکشی کو تُو سایوں سے پاک کر

پردہ تصورات کی ہر اک گلی کا ہو
زینت کی خوشبوؤں کو بھی زخموں سے پاک کر

مقتل میں لے کے جائے گا اک اک قدم تجھے
سن تو بدی کے خوف کو اشکوں سے پاک کر

سینوں میں نور بھر کے محبت کا آس کا
حکم خدا سے خوابوں خیالوں کو پاک کر

اس زندگی کو سچ کے ہی مصرعوں میں ڈھال لے
اور لغویات جھوٹے حوالوں سے پاک کر

دل میں جلا کے ہر گھڑی ایمان کا دیا
مضبوط کر یقین، گمانوں سے پاک کر

دیا جیم۔فجی

صبیحہ محمود۔ جرمنی

احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو۔ (الحدیث)

قسط 74

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔‘‘ (کشتی نوح)

باب ترکہ (حصہ اوّل)

’’کیسے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدین کے حق کو تاکید کے ساتھ ظاہر فرمایا ہے اور ایسا ہی اولاد کے حقوق بلکہ تمام اقارب کے حقوق ذکر فرمائے ہیں اور مساکین اور یتیموں کو بھی فراموش نہیں کیا بلکہ ان حیوانات کا حق بھی انسانی مال میں ٹھہرایا ہے جو انسان کے قبضہ میں ہوں۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

کون سے ورثاء ترکہ کے حقدار ہیں

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۴﴾

(النساء: 34)

اور ہم نے ہر ایک کے لئے وارث بنائے ہیں اس (مال) کے جو والدین اور اقرباء چھوڑیں اور وہ جن سے تم نے پختہ عہد و پیمان کئے ہیں ان کو بھی ان کا حصہ دو۔

ورثہ میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۸﴾

(النساء: 8)

مَردوں کے لئے اس ترکہ میں سے ایک حصّہ ہے جو والدین اور اقرباء نے چھوڑا اور عورتوں کے لئے بھی اس ترکہ میں ایک حصّہ ہے جو والدین اور اقرباء نے چھوڑا۔ خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ (یہ ایک) فرض کیا گیا حصّہ (ہے)۔

(نوٹ: اس آیت کے الفاظ ’’نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا‘‘ سے یہ حکم نکلتا ہے کہ ’’ورثہ کی تقسیم خدا کے قوانین کے مطابق ہو۔‘‘)

عورتوں سے حق ورثہ زبردستی چھیننے کی مناہی

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا

(النساء: 20)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم زبردستی کرتے ہوئے عورتوں کا ورثہ لو۔

عورتوں کو جو دیا ہے، اس میں سے کچھ چھین لینے کی ممانعت

وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ

(النساء: 20)

اور انہیں اس غرض سے تنگ نہ کرو کہ تم جو کچھ انہیں دے بیٹھے ہو اس میں سے کچھ (پھر) لے بھاگو، سوائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوئی ہوں۔

ورثہ کی تقسیم

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۲﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۳﴾

(النساء: 12-13)

اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے۔ مرد کے لئے دو عورتوں کے حصّہ کے برابر (حصہ) ہے اور اگر وہ دو سے زیادہ عورتیں ہوں تو ان کے لئے دو تہائی ہے اُس میں سے جو اُس (مرنے والے) نے چھوڑا اور اگر وہ اکیلی ہو تو اس کے لئے نصف ہے اور اس (میّت) کے والدین کے لئے اُن میں سے ہر ایک کے لئے اس کے ترکہ میں سے چھٹا حصہ ہے اگر وہ صاحب اولاد ہو اور اگر اس کی اولاد نہ ہو اور اس کے والدین نے اس کا ورثہ پایا ہو تو اس کی ماں کے لئے تیسرا حصہ ہے اور اگر اس (میّت) کے بھائی (بہن) ہوں تو پھر اس کی ماں کے لئے چھٹا حصہ ہوگا، وصیت کی ادائیگی کے بعد جو اس نے کی ہو یا قرض چکانے کے بعد تمہارے آباء اور تمہاری اولاد، تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون نفع پہنچانے میں تمہارے زیادہ قریب ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے فریضہ ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) حکمت والا ہے اور تمہارے لئے اُس میں سے نصف ہوگا جو تمہاری بیویوں نے ترکہ چھوڑا اگر ان کی کوئی اولاد نہ ہو۔ پس اگر ان کی کوئی اولاد ہو تو تمہارے لئے چوتھا حصہ ہوگا اس میں سے جو اُنہوں نے چھوڑا، وصیت کی ادائیگی کے بعد جو انہوں نے کی ہو یا قرض چکانے کے بعد اور ان کے لئے چوتھا حصہ ہوگا اس میں سے جو تم نے چھوڑا اگر تمہاری کوئی اولاد نہ ہو اور اگر تمہاری کوئی اولاد ہو تو اُن (بیویوں) کا آٹھواں حصہ ہوگا اس میں سے جو تم نے چھوڑا، وصیت کی ادائیگی کے بعد جو تم نے کی ہو یا قرض چکانے کے بعد۔

(نوٹ: ان دو آیات میں ورثہ کی تقسیم کی درج ذیل صورتیں بیان ہوئی ہیں)

1. مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے۔
2. اگر اولاد صرف عورتیں ہوں اور ہوں بھی دو سے زائد تو اُن کے لیے ترکہ سے دو تہائی مقرر ہے۔
3. اگر ایک ہی عورت ہو تو ترکہ کا نصف اُس کے لئے ہے۔
4. میت کے صاحب اولاد ہونے کی صورت میں اس کے والدین میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے۔
5. اگر صاحب اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ ہی وارث ہوں تو اس کی ماں کا تیسرا حصہ ہے اور اگر اس کے بھائی بہن موجود ہوں تو اس صورت میں ماں کا چھٹا حصہ مقرر ہے۔
6. یہ تمام حصے وصیت اور قرض کی ادائیگی کے بعد تقسیم ہوں گے۔
7. بیویوں کے ترکہ میں سے اولاد نہ ہونے کی صورت میں مرد کے لئے نصف حصہ ہے۔
8. اولاد ہونے کی صورت میں چوتھا حصہ ہے۔
9. مردوں کے ترکہ میں سے اولاد نہ ہونے کی صورت میں بیویوں کے لئے چوتھا حصہ ہے۔
10. اور اولاد ہونے کی صورت میں آٹھواں حصہ بیویوں کا ہے۔
11. غَيْرَ مُضَآرٍّ کہہ کر یہ حکم دیا کہ اس ساری تقسیم میں کسی کو ضرر پہنچانا مقصود نہیں ہونا چاہیے۔

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 525-530)

کلالہ کے بارے میں حکم

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾

وہ تجھ سے فتویٰ مانگتے ہیں۔ کہہ دے کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارہ میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کوئی ایسا مَرد مر جائے جس کی اولاد نہ ہو مگر اس کی بہن ہو تو اس بہن کے لئے جو (ترکہ) اس نے چھوڑا اس کا نصف ہوگا اور وہ اس (بہن) کا (تمام تر) وارث ہوگا اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اگر وہ (بہنیں) دو ہوں تو ان کے لئے اس میں سے دو تہائی ہوگا جو اس نے (ترکہ) چھوڑا اور اگر بہن بھائی مرد اور عورتیں (ملے جلے) ہوں تو (ہر) مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر حصہ ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے (بات) کھول کھول کر بیان کرتا ہے کہ مبادا تم گمراہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔

(700احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 519-524)

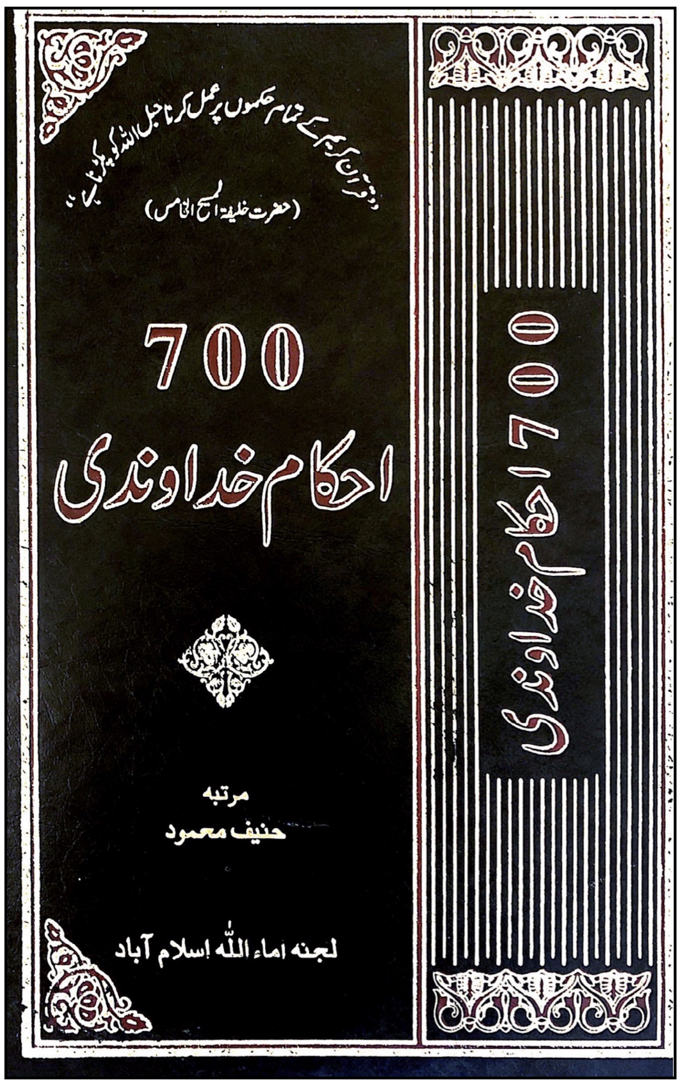

ہادی علی چوہدری۔ نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

اور ایک آفاقی عالم، متکلم اور ادیب

قسط 2

ایک صاحبِ طرز ادیب

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمدؒ کے قلم کو خدا تعالیٰ نے ابتداء ہی سے اپنے خاص فضل سے نثر نگاری کے زیور سے آراستہ فرمایا تھا۔ چنانچہ آپؒ نے 1944ء میں اپنی عظیم والدہؓ کی وفات پر جو مضمون ''میری ماں'' کے عنوان سے تحریر فرمایا، آپؒ کی ادبی صلاحیت کا مظہر ہے۔ یعنی میٹرک کے زمانہ میں بھی آپ کی تحریر شستہ اور پختہ تھی۔ خط لکھنا بھی بچپن سے ہی آپؒ کا ایک مرغوب مشغلہ تھا۔ اس مشغلہ میں ہی کبھی ایک قادر الکلام ادیب جھانکتا ہوا اور کبھی بالائے بام زہرہ فن نظر آتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ جس کی دسترس نثری سمندر کی پنہائیوں پر بھی ہوئی ہے اور شعری ذخائر کی وسعتوں پر بھی۔ اسی طرح بالآخر آپؒ کی تحریریں تحریری شہادت مہیّا کرتی ہیں کہ ان مذکورہ بالا خوبیوں کے ساتھ ساتھ محاوروں اور ضرب الامثال کی بروقت اور برمحل آمد، تصویر کشی، منظر نگاری اور الفاظ کا برمحل چناؤ بھی آپؒ کے قلم سے جادو اتارتا ہے۔ یہ سب آپؒ کی تحریر کے نمایاں محاسن میں سے ہیں۔

یہاں یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ آپؒ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیماری کے آخری لمحات کا جو منظر پیش کیا ہے، وہ قاری کو بڑی شائستگی کے ساتھ اس ماحول میں ان درد بھری کیفیات میں اتار دیتا ہے۔ چنانچہ آپؒ تحریر فرماتے ہیں:

''ہمارے نہایت ہی پیارے امام، میرے محبوب روحانی اور جسمانی باپ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری کے آخری چند لمحات کی یاد ایک نہ مٹنے والا نقش ہے۔

شام سے طبیعت زیادہ خراب تھی اور مسلسل سانس کو درست رکھنے کے لئے آکسیجن دی جا رہی تھی۔ چھاتی میں رسوب زیادہ بھر رہا تھا جسے بار بار نکالنے کی ضرورت پیش آتی تھی اور مکرم محترم ڈاکٹر قاضی مسعود احمد صاحب اور برادرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب بار بار معائنہ فرماتے اور رسوب کا اخراج خود اپنے ہاتھوں سے کرتے رہے۔ بچوں میں سے دو تو ڈیوٹی پر تھے اور باقی تمام ویسے ہی جمع تھے۔ خاندان کے بڑے چھوٹے سبھی کے دل اندیشوں کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے تاہم زبان پر کوئی کلمہ بے صبری کا نہ تھا اور امید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹا تھا۔ اندیشے دھوئیں کی طرح آتے اور جاتے تھے۔ توکل علیٰ اللہ اور نیک امید غیر متزلزل چٹان کی طرح قائم تھے۔ وہ جو صاحب تجربہ نہیں شاید اس بظاہر متضاد کیفیت کو نہ سمجھ سکیں لیکن وہ صاحب تجربہ جو اپنے ربّ کی قضاء کے اشاروں کو سمجھنے کے باوجود اس کی رحمت سے کبھی مایوس ہونا نہیں جانتے میرے اس بیان کو بخوبی سمجھ جائیں گے۔ پس افکار کے دھوئیں میں گھری ہوئی ایک امید کی شمع ہر دل میں روشن تھی اور آخر تک روشن رہی تاہم کبھی کبھی یہ فکر کا دھواں دم گھونٹنے لگتا تھا۔ دعائیں سب ہونٹوں پر جاری تھیں اور ہر دل اپنے رب کے حضور سجدہ ریز تھا۔

حضورؓ پر کبھی غنودگی طاری ہوتی تو کبھی پوری ہوش کے ساتھ آنکھیں کھول لیتے اور اپنی عیادت کرنے والوں پر نظر فرماتے ایک مرتبہ بڑی خفیف آواز میں برادرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو بھی طلب فرمایا۔ لیکن جیسا کہ مقدّر تھا رفتہ رفتہ یہ غنودگی کی کیفیت ہوش کے وقفوں پر غالب آنے لگی اور جوں جوں رات بھیگتی گئی غنودگی بڑھتی رہی۔ اس وقت بھی گو ہماری تشویش بہت بڑھ گئی تھی لیکن یہ تو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ حضورؓ کی یہ آخری رات ہے جو آپ ہمارے درمیان گزار رہے ہیں۔ تقریباً گیارہ بجے شب میں ذراستانے اور ایک لاہور سے تشریف لائے ہوئے مہمان کو گھر چھوڑنے گیا اور عزیزم انس احمد کو تاکید کر گیا کہ اگر ذرا بھی طبیعت میں کمزوری دیکھو تو اسی وقت بذریعہ فون مجھے مطلع کر دو۔

نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر بستر پر لیٹے ابھی چند منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ فون کی دل ہلا دینے والی گھنٹی بجنے لگی۔ مجھے فوری طور پر پہنچنے کی تاکید کی جا رہی تھی۔ اُسی وقت جلدی سے وضو کر کے ایک ناقابلِ بیان کیفیت میں وہاں پہنچا۔ قصر خلافت میں داخل ہوتے ہی مکرم ڈاکٹر مسعود احمد صاحب اور مکرم ڈاکٹر ذکی الحسن صاحب کے پژمردہ چہروں پر نظر پڑی جو باہر برآمدے میں کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ حضورؓ کے کمرہ میں پہنچا تو اور ہی منظر پایا۔ کہاں احتیاط کا وہ عالم کہ ایک وقت میں دو افراد سے زائد اس کمرہ میں جمع نہ ہوں اور کہاں یہ حالت کہ افراد خاندان سے کمرہ بھرا ہوا تھا حضرت سیّدہ ام متین اور حضرت سیّدہ مہر آپا بائیں جانب سرہانے کی طرف اُداسی کے مجسمے بنی ہوئی پٹی کے ساتھ لگی بیٹھی تھیں۔ برادرم حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب دائیں طرف سرہانے کے قریب کھڑے تھے اور حضرت بڑی پھوپھی جان اور حضرت چھوٹی پھوپھی جان بھی چارپائی کے پہلو میں ہی کھڑی تھیں۔ میرے باقی بھائی اور بہنیں بھی جو بھی ربوہ میں موجود تھے سب وہیں تھے اور باقی اعزاء و اقرباء بھی سب ارد گرد اکٹھے تھے۔ سب کے ہونٹوں پر دعائیں تھیں اور سب کی نظریں اس مقدّس چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ سانس کی رفتار تیز تھی اور پوری بے ہوشی طاری تھی۔ چہرے پر کسی قسم کی تکلیف یا جدّ و جہد کے آثار نہ تھے۔ میں نے کسی بیمار کا چہرہ اتنا پیارا اور ایسا معصوم نظر آتا ہوا نہیں دیکھا۔ میں نہیں جانتا کہ اس حالت میں ہم کتنی دیر کھڑے رہے اور سانس کی کیفیت میں وہ کیا تبدیلی تھی جس نے ہمیں غیر معمولی طور پر چونکا دیا۔

اُس وقت مجھے پہلی مرتبہ یہ غالب احساس ہوا کہ گو خدا تعالیٰ قادرِ مطلق اور حی و قیوم ہے اور ہر آن اپنی تقدیر کو بدل سکتا ہے لیکن وہ تقدیر جس سے ہمارے نادان دل گھبراتے تھے وہ تقدیر آ پہنچی ہے۔ پس اُس وقت میں نے قرآن کریم طلب کیا اور اس مقدّس وجود کی روحانی تسکین کی خاطر جس کی ساری زندگی قرآن کریم کے عشق اور خدمت میں صرف ہوئی سورہ یٰسین کی تلاوت شروع کر دی۔ یہ ایک مشکل گھڑی تھی اور سر سے پاؤں تک میرے جسم کا ذرّہ ذرّہ کانپ رہا تھا۔ اُس وقت مجھے صبر کی طنابیں ڈھیلی ہوتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ اُس وقت میں نے اپنے چاروں طرف سے گھٹی گھٹی سسکیوں کی آوازیں بلند ہوتی ہوئی سنیں لیکن خدا گواہ ہے کہ ہر سسکی دعاؤں میں لپٹی ہوئی اور ہر دعا آنسوؤں میں بھیگی ہوئی تھی۔

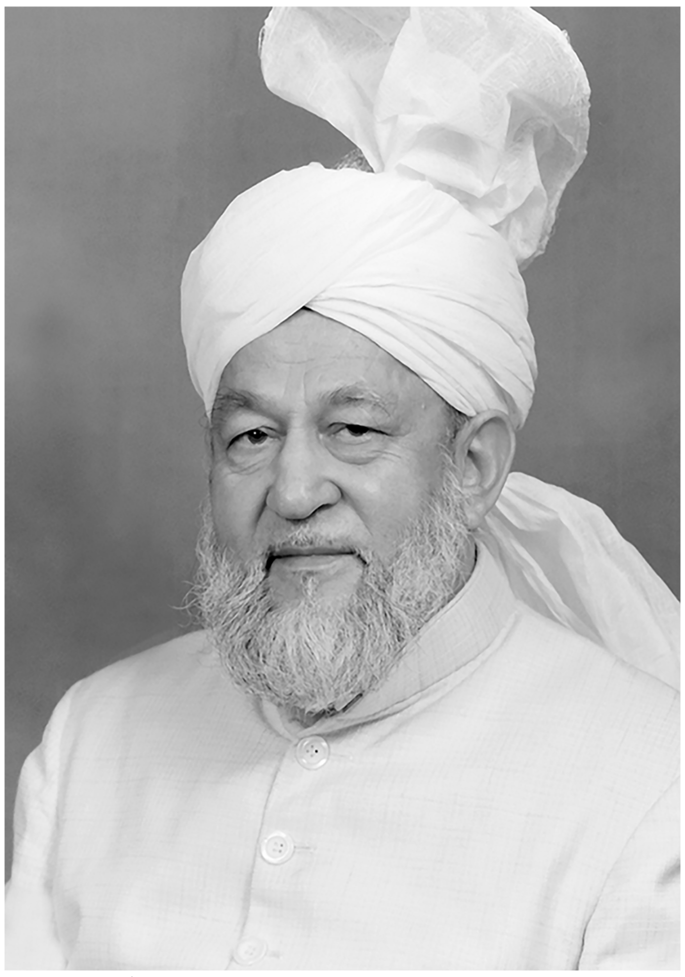

سورہ یٰسین کی تلاوت کے دوران ہی میں سانس کی حالت اور زیادہ تشویشناک ہو چکی تھی اور تلاوت کے اختتام تک زندگی کی کشمکش کے آخری چند لمحے آ پہنچے تھے۔ میں نے قرآن کریم ہاتھ سے رکھ دیا اور دوسرے عزیزوں کی طرح قرآنی اور دیگر مسنون دعاؤں میں مصروف ہو گیا۔ حضورؓ نے ایک گہری اور لمبی سانس لی جیسے معصوم بچے روتے روتے تھک کر لیا کرتے ہیں اور ہمیں ایسا محسوس ہوا جیسے یہ آپ کی آخری سانس ہے۔ اُسی وقت میں نے ایک ہومیو پیتھک دوا کے چند قطرے پانی میں ملا کر اپنی تشہد کی انگلی سے قطرہ قطرہ حضورؓ کے ہونٹوں میں ٹپکانے شروع کئے اور ساتھ ہی بے اختیار ہونٹوں پر یہ دعا جاری ہو گئی کہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيْثُ۔ اس وقت سانس بند تھے اور جسم ٹھنڈا ہو رہا تھا اور بظاہر زندگی کا رشتہ ٹوٹ چکا تھا۔ لیکن اچانک ہم نے حیّ و قیوم خدا کا ایک عظیم معجزہ دیکھا۔ مجھے حضرت پھوپھی جان کی بے قرار آواز سنائی دی کہ دیکھو ابھی پاؤں میں حرکت ہوئی تھی اور ان الفاظ کے ساتھ ہی ہونٹوں میں بھی خفیف سی حرکت ہوئی اور سانس لینے کا سا اشتباہ ہوا۔ معاً شدید کرب اور بے چینی سکینت میں بدل گئے اور ہر طرف سے یاحیُّ یاقیوم کی صدائیں بلند ہونے لگیں اور جوں جوں ہم دعا کرتے رہے حضورؓ کے سانس زیادہ گہرے ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ وہ ڈاکٹر بھی جو جسم کو بظاہر مردہ چھوڑ کر چلے گئے تھے واپس بلائے گئے اور بڑی حیرت سے اس معجزانہ تبدیلی کا مشاہدہ کرنے لگے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ حضورؓ کی زندگی کا بظاہر جسم کو چھوڑ دینے کے بعد معجزانہ طور پر پھر واپس لوٹ آنا محض ہمارے دلوں کو سکینت عطا کرنے کی خاطر تھا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے گویا ایک فضل و احسان کا پھایہ تھا جو ہمارے قلوب پر رکھا گیا۔

چنانچہ اس کے تقریباً بیس منٹ کے بعد حضورؓ کو اپنے آسمانی آقا کا آخری بلاوا آ گیا۔ اس وقت کا منظر اور کیفیت ناقابلِ بیان ہیں۔ ہم نے آسمان سے صبر اور سکینت کو اپنے قلوب پر نازل ہوتے ہوئے دیکھا اور یوں محسوس ہوا جیسے ضبط و تحمل کی باگ ڈور رحمت کے فرشتوں کے ہاتھوں میں ہے۔ آنکھوں سے آنسو ضرور جاری تھے اور دلوں سے دعائیں بھی بدستور اٹھ رہی تھیں مگر سب دل کامل طور پر راضی برضا اور سب سر اپنے معبود، خالق و مالک کے حضور جھکے ہوئے تھے۔ ہم ٹکٹکی لگا کر اسی طرح

خدا جانے کب تک اُس پیارے چہرے کی طرف دیکھتے رہے جسے موت نے اور بھی زیادہ معصوم اور حسین بنا دیا تھا۔ اُس تقدّس کے ماحول میں جس کی فضا ذکر الٰہی سے معمور تھی اور جس کی یاد کبھی فراموش نہیں کی جا سکتی۔ حضورؒ کی نعش مبارک نور میں نہائی ہوئی ایک معصوم فرشتے کی طرح پڑی تھی۔ دل بے اختیار ہم سب کے دل و جان سے زیادہ پیارے آقا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد یہ کہتا تھا۔ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ ﴿۲۸﴾ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً ﴿۲۹﴾

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خط و کتابت اور دیگر تحریروں میں جگہ جگہ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ آپؒ کے عام خطوط بھی شاہکار ادب پارے ہیں مگر جو تحریریں آپؒ نے قدرے توجّہ اور شوق سے لکھی ہیں، آپؒ کی فلک رسا قلم کے جلوے دکھاتی ہیں۔ خط نویسی میں آپؒ کے کلکِ گوہر بار سے جھڑنے والے چند پھول پیش ہیں جو اپنی خوشبو کے ساتھ ادبی طلسمات بھی بکھیرتے ہیں۔

یہ اقتباسات ان خطوط سے لئے گئے ہیں جو حضورؒ نے لندن سے مکرّم ڈاکٹر سید برکات احمد صاحب مرحوم کو لکھے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم وہ قابل رشک وجود ہیں جنہوں نے شدید بیماری کی حالت میں حضورؒ کی کتاب ’’مذہب کے نام پر خون‘‘ کا ایسا خوبصورت انگریزی ترجمہ (Murder In The Name Of Allah) کیا کہ اس نے حضورؒ کی محبت کو بھی کھینچا اور داد کو بھی۔ داد دینے میں آقا نہ صرف فراخ دلی سے کام لیتے ہیں بلکہ داد ہی داد میں اپنی تحریر میں ایسے موتی بھی پرو دیتے ہیں کہ داد کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے اور اس کا اثر دَہ چند۔ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

’’جتنی مجھے آپ کی بیماری کی فکر ہے اور جس طرح روزانہ عاجزانہ دعا کرتا ہوں اگر اس باقاعدگی سے عیادت کے خط لکھنے کی توفیق پاتا تو خطوں کا ایک انبار آپ کے پاس لگ جاتا۔ آپ کے خطوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی شخصیت کی خاموش، پروقار سطح کے نیچے علم و ادب، شعریت اور نغمگی اور لطافتوں کا ایک بحرِ ذخّار موجزن ہے جس میں موتی اور مونگے اور انواع و اقسام کے معدنیاتی خزائن سطحی نظروں سے اوجھل پڑے ہیں۔ ہے تو یہ میٹھے پانی کا سمندر لیکن سیلِ حوادث نے اس میں کچھ تلخی کی آمیزش کر دی ہے....

جو شعر میرے ذہن میں آیا وہ یہ ہے

چشمِ حزیں کے پار اُدھر، دردِ نہاں کی جھیل پر
کھلتے ہیں کیوں کسے خبر، حسرتوں کے کنول پڑے

تعریف کا ایک اور پیارا انداز اور ادب کا ایک شہ پارہ ملاحظہ ہو۔ تحریر فرماتے ہیں:

’’ایک لمبی، تکلیف دہ، پُرعذاب بیماری نے آپ کے دل کے چمن کے بہت سے پھول کملا دیئے۔ لیکن فصاحت و بلاغت اور ادب و لطافت کی شاخ نہال ہری بھری رہی۔ آپ کا قلم اب بھی موج خرام ناز کی طرح چلتے ہوئے گل کترتا ہے۔ اللہ آپ کے علم کو اور بھی جلا بخشے اور قلبی صلاحیتوں کو پہلے سے بڑھ کر جلوہ آرائی کی توفیق بخشے۔‘‘

اس قادرالکلام آقا کا ایک اور اندازِ تحریر ملاحظہ ہو۔ دیکھیں کس طرح دوسرے کی تعریف بھی مقصود ہے اور ان کے کام کو سراہنا بھی۔ مگر اندازِ تعریف بھی دیکھئے کیسا کھلا اور بے تکلف، کیسا خوبصورت، کیسا شگفتہ، کیسا ادیبانہ بلکہ شاعرانہ ہے۔ آپؒ تحریر فرماتے ہیں:

’’آپ کا خط پڑھتے پڑھتے دلِ شوریدۂ غالبؔ طلسم پیچ و تاب کے بارہ میں کچھ اندازہ ہوا کہ غالبؔ کے دل پر کیا گزری ہوگی۔ اگر کسی اور دل پر وہ گزرتی تو شاید وہ کیفیت پردۂ راز میں ہی رہتی مگر غالبؔ نے پردۂ راز کو پردۂ ساز میں بدل دیا۔

پہلے تو احساس ندامت بہت ہوا کہ مَیں نے کیوں نادانستہ آپ کا دل دکھایا۔ پھر خط کے بے پناہ حسن نے توجہ کو جذب کر لیا۔ یہ خط کیا ہے طلسمات کا ایک مرقع، ایک فسانۂ عجائب۔ ایک فنکار کا سراپا لئے ہوئے۔ ایک آئینہ بھی ہے۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ کبھی کسی اور خط میں بھی آپ کی شخصیت اس آن بان کے ساتھ کاغذی پیرہن میں ملبوس ہوئی ہو کہ یوں لگے جیسے پیکرِ تصویر خود فریادی بن کر چلا آیا ہے۔

آپ کا ہر خط فصیح و بلیغ اور بہت مہذّب ہوتا ہے۔ زبان کی شستگی طرز تحریر کی شائستگی ایک ایسے اعلیٰ پائے کے ادیب کی غماز ہوتی ہیں جس نے اپنی خداداد فکری و قلبی صلاحیتوں کو برسوں مانجھا اور صیقل کیا ہو اور بڑی قدر دانی کے ساتھ سر آنکھوں پر بٹھائے، سینے سے لگائے لگائے پھرا ہو۔ لیکن آپ کا یہ خط تو گزشتہ خطوں پر بازی لے گیا ہے۔ آپ لفظوں ہی کے نہیں معانی کے بھی ’’مداری‘‘ نکلے اور مشہودات پر ہی نہیں، محسوسات پر بھی مَیں نے آپ کے قلم کا جادو چلتے دیکھا۔ پہلے بھی آپ کے سب خط سنبھال کر رکھے تھے۔ اسے تو ان کے بیچ میں سجا کر رکھوں گا۔‘‘

کتنی قدر دانی! کتنا پیار! کیا خوبصورت تعریف جس میں ادب کی چاشنی بھی، اپنائیت بھی اور محبت بھی۔ ایک ہمدرد، شفیق، مہربان، غمگسار اور فرستادہ آقا کی تحریریں جو جان بخش بھی ہیں اور دلنواز بھی۔

اپنی عزیزہ امۃ الجمیل صاحبہ کو ایک سفر کے دوران متفرق حالات میں لپٹی ہوئی اپنی قلبی کیفیات کے بارے میں لکھا:

’’سوچتے سوچتے اچانک میں نے محسوس کیا کہ میرے دل کا وہ خانہ بدوش جو مدّت سے سویا پڑا تھا بیدار ہو چکا ہے اور مجھے کہتا کہ چلو کہیں اکیلے چلیں۔ اس کے بار بار کے اصرار پر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں نے اسے جواب دیا کہ دیکھو کوئی انسان اپنے ماضی کی طرف نہیں لوٹ سکتا۔ میں بالکل بے بس اور بے اختیار ہوں۔ اس نے مجھے کہا۔ بہت اچھا، تم یادوں کا سفر تو کر سکتے ہو ناں۔ اب اٹھ کر دفتر بھاگنے کی کوشش نہ کرنا۔ ایک پُرسکون تاریخی سفر کے لئے صرف 15منٹ مجھے دے دو اور میری انگلی پکڑ کر میرے ساتھ چلو۔ میں نے یہ بات اس کی مان لی اور ہم ایک عجیب پُرلطف مگر دل گداز سفر پر روانہ ہوئے۔ میرے دل کا خانہ بدوش میرے ساتھ بھی تھا مگر پھر بھی میں تنہا تھا۔‘‘

یہ ادب پارے دنیا کی وسعتوں پر پھیلے ہوئے احمدیوں کے ساتھ آپؒ کی خط و کتابت میں پھیلے ہوئے ہیں جو جگہ جگہ، قریہ قریہ اور ملک ملک نادر نگینوں کی طرح اپنی چوطرفی اور ست رنگی چمک مہیّا کرتے رہیں گے۔ یہاں صرف نمونے کے طور پر مشتے از خروارے پیش کئے گئے ہیں۔

چونکہ آپؒ کا تحریری جہاد بھی اسلام اور احمدیت کی حقانیت کے ثبوت میں تھا اس لئے اس میں ادب کے ساتھ ساتھ علم کلام کا سلطان بنیادی اکائی کے طور پر غالب ہے۔ لہٰذا آپؒ متکلّم ہونے کے ساتھ ساتھ ادیب بھی ہیں اور یہ دونوں صفات جڑواں طور پر آپؒ کی ذات کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔

صاحبِ منطق و دلیل مصنّف

آپؒ کے مضامین جونہی شائع ہوتے، انہیں فوری طور پر ذوق و شوق سے بکثرت پڑھا جاتا تھا۔ ماہنامہ الفرقانؔ ربوہ میں ’’طاعون‘‘ کے بارے میں جو مضمون شائع ہوئے۔ تحقیق و حقائق پر مبنی بصیرت افروز مضمون تھے جو اپنی مقبولیت میں بے نظیر تھے۔ اسی طرح رِبوٰ (سود) کے بارے میں آپؒ کا تحقیقی مضمون بھی اس موضوع پر حقیقت افروز مضمون تھا۔ جو اس کے منظر اور پس منظر کے ساتھ اس کے فقہی مسائل پر جامع مانع بحث پر مبنی تھا۔ اسی طرح آپؒ کے دیگر مضامین اور ذاتی و محکمانہ خط و کتابت آپؒ کی قدرتِ کلام کی شاہکار اور دانش و حکمت سے لبریز خزانہ ہے۔

جہاںتک خود تحریر کردہ تصنیفات کا تعلق ہے، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بہت زیادہ کتابیں تصنیف نہیں کیں۔ ہاں البتّہ آپؒ نے تصنیفات چھوڑی بہت ہیں اور ان کی تعداد ابڑھتی بھی رہے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپؒ کے خطابات اور لیکچرز وغیرہ ضبط تحریر میں لائے جاتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ جو کتب آپؒ نے خلافت سے پہلے تصنیف فرمائیں۔ وہ حسبِ ذیل ہیں۔

اردو

1. مذہب کے نام پر خون (Murder in the Name of Allah)
2. ورزش کے زینے (Steps of Exercize)
3. احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟
4. آیتِ خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم اور جماعت احمدیہ کا مسلک
5. پیشگوئی مصلحِ موعودؓ
6. جماعت احمدیہ اور اسرائیلی حکومت
7. سوانح فضلِ عمرؓ (حصّہ اوّل)
8. سوانح فضلِ عمرؓ (حصّہ دوم)
9. ’’ربوہ سے تل ابیب تک‘‘ پر تبصرہ
10. وصال ابنِ مریمؑ
11. عذاب الٰہی۔ حوادث طبعی یا عذاب الٰہی

- خلافت کے بعد اردو میں آپؒ کی صرف دو تصنیفات ہیں جو آپؒ نے تحریر فرمائیں۔ یعنی:

1. قرآن کریم کا اردو ترجمہ
2. ہومیو پیتھی۔ Homoeopathy

- خلافت کے بعد آپؒ کے خطبات و خطابات جو مستند کتابی صورت میں شائع ہوئے۔

1. عدل، احسان اور ایتآء ذی القربیٰ۔ Absolute Justice, Kindness and Kinship
2. زھق الباطل۔ عربی ترجمہ: زَھَقَ البَاطِل۔

25/ جنوری 1985ء تا 13/ مئی 1985ء خطبات بجواب ’’قادیانیت، اسلام کے لئے سنگین خطرہ (قرطاسِ ابیض)‘‘۔ (اس کتاب میں حسبِ ذیل خطبات شامل ہیں جو الگ الگ انگلش تراجم میں شائع شدہ ہیں)

i کذب و افتراء کی دلآزار مہم اور اس کا پس منظر
A Deplorable Scheme of Falsification and Accusation

ii خود کاشتہ پودا۔ تاریخی واقعات کے آئینہ میں
Was Ahmadiyya Muslaim Jama'at Planted By The British?

iii ہندوستان میں انگریزوں کے مفادات اور ان کے محافظ
The British Interest in India and Their Real Gardian

iv اسلام کا نظریۂ جہاد اور جماعت احمدیہ
The True Islamic Concept of Jehad

v مسلمانانِ ہند کا قومی تحفّظ اور جماعت احمدیہ
The National Securityof Indian Muslims

vi مسلمانانِ ہند کے مفادات کا تحفّظ اور جماعت احمدیہ کی عظیم الشان قربانیاں

vii کشمیر اور فلسطین کی تحریک آزادی اور جماعت احمدیہ کی عظیم الشان خدمات

Ahmadiyya Muslim Jama'at and Independance of Kashmir and Palestine

viii مسلمانان فلسطین کا المیہ اور جماعت احمدیہ کی خدمات جلیلہ

Ahmadiyya Muslim Jama'at and the Palestinian Muslims

ix عُلَمَاءُھُمْ۔ امّتِ مسلمہ کے لئے لمحۂ فکریہ

Their Ulema

x حضرت بانی جماعت احمدیہ پر چند اعتراضات کے مدلّل اور مسکت جواب

The Founder of the Ahmadiyya Muslim Jama'at

xi حضرت مسیح موعود مہدی آخر الزمان کے دعاوی اور بزرگان سلفِ صالحین کی قولی شہادت

Claims of the Promised Messiah(as)

xii عرفان ختم نبوّت

The Insight into the Concept of Khatm-e-Nabuwwat

xii پُرحکمت تاویلات پر ظاہر پرستوں کا مضحکہ خیز ردّ عمل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پُرشوکت کلام، مسلمان مشاہیر کی نظر میں

Majestic Writings Of the Promised Messiah

xiii انتہائی ظالمانہ تکفیر وتکذیب کے مقابلہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ کا صبر و تحمّل، ہمّت و حوصلہ اور ابلاغ حق

Exteme Lies and Verdicts of Disbelief Against the Founder of the Ahmadiyya Muslim Jama'at

xiv اسلام کی عالمگیر روحانی ترقی کا عظیم الشان منصوبہ اسے سازش کا نام دینا اسلام دشمنی کے مترادف ہے

The Supreme Plan for the Universal Regeneration of Islam

xv مسلمانوں کے باہمی اختلافات۔ بگڑے ہوئے عقائد اور حکم وعدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان خدمات

The Magnificent Services of The Promised Messiah

xvi عددی اکثریت کا غیر شرعی فیصلہ اور احمدیت کی عظیم الشان فتح

A Great Victory Ahmadiyyat

xvii ایک نشان۔ ایک انتباہ

An Admonitory Sign

3) ذوق عبادت اور آداب دعا

4) خلیج کا بحران اور نظام جہان نو۔ انگریزی:

The Gulf Crices and The New World Order

عربی

"کارثۃ الخلیج والنظام العالمی الجدید"

5) چوہدری ظفر اللہ خانؓ، کلمۃ اللہ۔ (خطبہ جمعہ)

A Sign of Allah, Chaudhry Muhammad Zafrulla Khan

6) اسلام میں مرتد کی سزا (خطاب جلسہ سالانہ)

The Truth about the Alleged Punishment for Apostasy in Islam

7) تدریس نماز۔ اردو کلاس میں تدریس نماز

8) حوّا کی بیٹیاں اور جنّت نظیر معاشرہ

9) مجالس عرفان

10) خطباتِ طاہر

11) خطاباتِ طاہر

12) مشعلِ راہ۔ (خدام الاحمدیہ سے متعلق خطبات وتقاریر کا مجموعہ)

13) اَلْاَزْھَارُلِذَوَاتِ الْخِمَارِ۔ (اوڑھنی والیوں کے لئے پھول) جلد دوم۔ (لجنہ اماء اللہ سے متعلق خطبات و خطابات)

14) تحریک وقف نَو

15) ذوق عبادت اور آداب دعا

16) شہدائے احمدیت۔ (آغاز تا عہد خلافت رابعہ)

انگلش

خلافت کے زمانہ میں آپؒ کی چار تصنیفات ہیں۔

1) Rationality,Knowledge and Truth Revelation

الہام، عقل، علم اور سچائی

2) Christianity:A Journey From Facts to Fiction

مسیحیّت، ایک سفر حقائق سے فسانہ تک۔

3) Islam's Response to Contemporary Issues۔

اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل

4) With Love to the Muslim Nation

بعض خطابات جو کتابی شکل میں شائع ہوئے

1) Some Distinctive Features of Islam

2) The Seal of Prophets, His Personality and Charactor

3) The Philosophy of Revival of Religion

4) Islam, A Discourse on the Elementary and Fundamental teaching

5) Shariah Relationship Between Religion and Politics in Islam

6) Universal Moral Values, Politics and World Peace

روزنامہ الفضل کے پہلے صفحہ سے اقتباس بچوں کو پڑھنے کے لئے دیا کریں

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس)

نیشنل مجلس عاملہ فن لینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ سے ورچوئل ملاقات مؤرخہ 12؍ نومبر 2021ء کے دوران ایک ممبر نے حضور سے سوال کیا کہ

حضور! لوگوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنے کا شوق کیسے پیدا کیا جائے؟

حضور انور نے فرمایا: مختلف موضوعات پر چھوٹے چھوٹے اقتباس نکال کر ان کو ٹائپ کر کے پرنٹ نکال کے لوگوں میں دیں۔ وہ لوگ جن کو پڑھنے کا شوق ہی نہیں ان کے لیے ایک کتاب کو لگاتار پڑھنا مشکل ہے۔ اگر انہیں اقتباسات دیں گے تو کچھ نہ کچھ اس subject پر توجہ پیدا ہو جائے گی۔ انگلش یا اردو میں ٹائپ کر کے گھروں میں دیا کریں۔ اس سے پھر اگر کتابیں نہیں تو کم۔ از کم اقتباسات ہی پڑھنا شروع کر دیں گے۔ الفضل میں جو اقتباسات آتے ہیں۔ روزنامہ الفضل اور انٹرنیشنل الفضل کے شروع میں ہی پہلے صفحہ پر جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اقتباسات آتے وہی نکال کے ان کو دے دیا کریں۔ اس سے کم از کم کچھ نہ کچھ تو ان لوگوں کو پتا لگ جائے گا۔ باقی آج کل پڑھنے کا رجحان ہی نہیں ہے۔ آج کل تو رجحان یہ ہے کہ سوشل میڈیا پر ہی 30 سیکنڈ کے اندر اندر جو بات کان میں پڑ جائے وہ دیکھ لو یا سن لو۔

(الفضل آن لائن لندن 13؍ جنوری 2022ء)

دعا کا تحفہ

توفیق عمل اور شکر کی دُعائیں

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دُعائیں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی سیکھی جسے میں کبھی بھی پڑھنا بھولتا نہیں جو یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیۡ اُعْظِمُ شُکْرَکَ وَاُکْثِرُ ذِکْرَکَ وَاَتَّبِعُ نُصْحَکَ وَاَحْفَظُ وَصِیَّتَکَ

(مسند احمد مطبوعہ بیروت جلد 2 صفحہ 311)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے ایسا بنا دے کہ تیرا بہت زیادہ شکر کرسکوں اور بہت زیادہ تجھے یاد کروں اور تیری خیرخواہی کی باتوں کی پیروی کروں اور تیرے تاکیدی حکموں کی حفاظت (اپنے عمل سے) کر سکوں۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 137)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 80

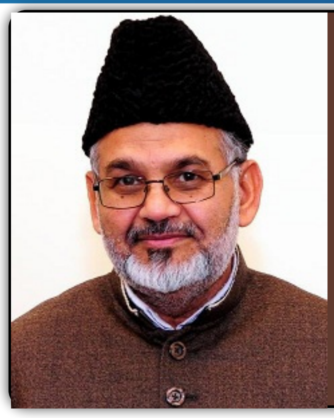

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 9 تا 15/ دسمبر 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’جس نے میری سنت زندہ کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ نفس مضمون اوپر درج ہوچکا ہے۔

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 16 تا 22/ دسمبر 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’دلِ خون ہے غم کے مارے کشتی لگا کنارے‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس مضمون میں خاکسار نے امریکہ، کینیڈا کے اخبارات میں جو وطن عزیز کی خبریں اور حالات پڑھنے کو ملے ان کے بارے میں تحریر کیا ہے اور پھر TV پر بھی خبریں سن کر اور دیکھ کر جو دل کی کیفیت ہوتی ہے وہ لکھنے سے بھی قاصر ہے اور یہ سب کچھ کیوں ہے۔ اس لئے کہ دلوں میں خوف خدا نہیں رہا۔ تقویٰ جو کہ تعلیم القرآن کا خلاصہ ہے بالکل مفقود ہوگیا ہے۔ اس سلسلہ میں خاکسار نے پریس اور میڈیا سے بھی درخواست کی کہ وہ بھی تعصب سے کام نہ لیں بلکہ انسانیت پر جو مظالم ڈھائے جارہے ہیں اور یہ مظالم انسانیت سوز ہیں ان کی نشاندہی بھی کریں اور عقیدہ کے اختلاف کے باوجود انسانیت کو تو کم از کم ہاتھ سے نہ جانے دیں اور وہ عقیدہ اور مذہب بھی کیا ہے۔ جس میں انسانیت کا احترام اور قدر نہ ہو۔ انسانیت سے پیار نہ ہو۔ بعض اخبارات اور میڈیا کی تعریف بھی کرتا ہوں کہ وہ صحیح خبریں بھی دیتے ہیں اور بغیر تعصب اور حسد کے بلا امتیاز بات کرتے ہیں۔

خاکسار اب آپ کی خدمت میں کچھ کالم نگاروں کے اقتباسات پیش کرتا ہے:

ایک کالم نویس محترم محمود بن عطاء (مرحوم) ٹیکساس سے اپنے ایک مضمون میں رقمطراز ہیں ’’ایک معتوب لیڈر کی آخری رسوم‘‘ کے عنوان سے جس میں انہوں نے کرنل قذافی مرحوم کے جنازے اور تدفین کے بارے میں لکھا ہے۔ (میں اس کی کوئی سیاسی حیثیت سے بات نہیں لکھ رہا۔ صرف کالم نگار کا اقتباس پیش کر رہا ہوں) وہ لکھتے ہیں۔ قذافی صاحب کی نماز جنازہ جس میں لے دے کے کم و بیش 20 مومن شامل ہوئے اور امام نے بھی ڈرتے ڈرتے اس سنت پر عمل کیا۔ (یعنی نماز جنازہ پڑھانے کا) مجھے دو اور سیاسی شخصیات کے جنازے یاد آگئے۔ بابائے بنگلہ دیش شیخ مجیب الرحمان صاحب ان کا جناز پڑھانے کے لئے ایک امام صاحب کو مکلف کیا گیا اس نے معذرت کرتے ہوئے عرض کی کہ اس فوجی انقلاب کا ان کے اعصاب اور یادداشت پر کچھ ایسا اثر ہے کہ نماز جنازہ کی دعا ہی ذہن سے ماؤف ہوگئی ہے اور اب جنازہ کی دعا کا ایک حرف بھی یاد نہیں۔

وہ مزید لکھتے ہیں کہ گورنر سلمان تاثیر کے جنازہ کا معاملہ بالکل مختلف تھا۔ افسوس ہے کہ لاہور جیسے شہر میں اچانک اماموں کا کال پڑ گیا۔ دراصل اماموں کو کال کر کے دہشت گردوں نے دھمکی دی تھی کہ اگر کسی نے سلمان تاثیر کا جنازہ پڑھنے کی جسارت کی تو اگلے دن خود اس کا جنازہ تیار ہوگا لہٰذا ہر ملّا نے معذرت کر دی۔ اسی طرح کی کال جج صاحبان کو بھی موصول ہوتی ہے اور وہ دھڑا دھڑ دہشت گردوں کو رہا کرتے چلے جارہے ہیں۔ قصہ مختصر کوئی بھی لاہور میں ان کا جنازہ پڑھانے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہاں تک تو آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ ہمارے ملّاں دین کا کتنا علم رکھتے ہیں حالانکہ نماز جنازہ میں جو دعا پڑھی جاتی ہے 80 فیصد لوگ یہ دعا جانتے ہی نہیں پھر بہت کم لوگ اس کے ترجمہ سے واقف ہیں۔

وہ مزید لکھتے ہیں کہ ’’یہ حضرات کس قسم کی نماز جنازہ پر اتراتے پھرتے ہیں انہوں نے 25/ اکتوبر 2011ء کی دنیا چینل پر نشر ہونے والی یہ روح افزا خبر سنی ہوگی اور دیکھی ہوگی کہ پاپوش نگر کے قبرستانوں کی قبروں کی حفاظت پر مامور ریاض نامی ایک بدبخت شخص اور سیاہ کار مسلمان قبروں سے عورتوں کی لاشیں نکال کر ان کی بے حرمتی کا مرتکب ہوتا رہا ہے۔ اس درندے نے 48 قبروں میں مدفون خواتین کی بے حرمتی کا اعتراف کیا ہے۔ قبرستان میں رات کی تاریکی میں ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی بے حرمتی کرنے والے کی نہ معاشرے کو خبر ہوئی اور نہ جنازہ کا بائیکاٹ کرنے والے اماموں کو! کوئی مانے نہ مانے مجھے تو یہی سمجھ آتا ہے کہ یہ رسوائی، بدنامی اور بے چینی خدا تعالیٰ کی طرف سے برسنے والی لعنت کا تازیانہ ہے۔‘‘

ایک اور اخبار سے ایک بزرگ سید ارشاد حسین صاحب کا مضمون بعنوان ’’مساجد کا احترام‘‘ سے ایک حصہ نقل کرتا ہوں جنہوں نے بڑی دیانتداری کے ساتھ یہ مضمون لکھا ہے:

’’مساجد مسلمانوں کے لئے ایک محترم جگہ ہے تاہم یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ سب مذاہب کی عبادت گاہیں ہمارے لئے قابل احترام ہیں بعض ناسمجھ مسلمان چرچوں کو جلا کر یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ نیکی ہے ان کے لئے سورۃ الحج کی آیات قابل غور ہیں۔

یہ مستند بات ہے کہ ہمارے مرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں عیسائیوں کو اپنے طریقہ پر عبادت کرنے کی اجازت دی تھی۔ استنبول میں مسجد صوفیہ اور چرچ ہے۔ اسی طرح یہ ایمسٹرڈیم ایئرپورٹ پر ایک کمرہ عبادت گاہ کے لئے ہے جہاں پر ہر مذہب والے اپنے طور پر عبادت کرسکتے ہیں۔ مساجد اللہ کے لئے ہیں لیکن ہم نے مسجدوں میں بھی تفریق کر دی ہے یہ اہل سنت کی مسجد ہے، یہ اہل تشیع کی مسجد ہے، یہ بوہری مسجد، یہ قادیانی مسجد، آغا خانی، صوفیا اور کالے امریکن کی۔ اس سے اجتناب چاہیئے مسجد ہر مسلمان کے لئے ہے‘‘

اس قسم کی ایک خبر روزنامہ الفضل میں بھی پریس ریلیز کی شکل میں شائع ہوئی ہے۔ آپ کسی سے ضرور اختلاف عقیدہ رکھیں لیکن اس بنیاد پر کہ دوسرے کا عقیدہ ہم سے مختلف ہے اُسے جینے کا حق بھی نہ دیں۔ نہ صرف یہ بلکہ مرنے کے بعد بھی اس کی بے حرمتی کریں یہ کون سا اسلام ہے جس کی خدمت ہو رہی ہے۔ پریس ریلیز ملاحظہ فرمائیں:۔

’’دنیا پور ضلع لودھراں میں احمدیہ قبرستان میں قبروں کی بے حرمتی کا افسوسناک واقعہ‘‘

دنیاپور ضلع لودھراں میں شرپسند عناصر نے رات کے اندھیرے میں احمدیہ قبرستان میں داخل ہو کر قبروں کی بے حرمتی کر ڈالی اور قبروں کو نقصان پہنچانے کے علاوہ 7 قبروں کے کتبے بھی توڑ دیئے۔

تفصیلات کے مطابق دنیا پور ضلع لودھراں میں 1976ء سے احمدیہ قبرستان موجود ہے جس میں 29 قبریں ہیں۔ 3/ دسمبر 2011ء کی رات شرپسندوں نے رات کی تاریکی میں قبروں کی بے حرمتی کی اور قبروں کے کتبے توڑ کر ان کو ویرانے میں پھینک گئے۔ جن کو مقامی پولیس نے برآمد کیا ہے۔ جماعت احمدیہ پاکستان کے ترجمان نے اس غیر انسانی واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے بتایا کہ جماعت احمدیہ کے افراد کے ساتھ زندگی کے مختلف شعبوں میں جو امتیازی سلوک رہا ہے وہ اپنی جگہ ایک تلخ حقیقت ہے لیکن جو احمدی اس دنیا سے رخصت ہوگئے ان کو بھی نہیں بخشا جارہا ہے۔ ان کی قبروں کی بے حرمتی انتہائی انسانیت سوز ہے۔ انہوں نے بتایا کہ 1984ء کے جاری کردہ امتیازی قوانین کے بعد سے قبروں کی بے حرمتی کے اب تک 24 واقعات ہوچکے ہیں......... ترجمان نے مزید کہا کہ ایسے واقعات کی بڑی وجہ جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت وتعصب پر مبنی بے بنیاد اور شر انگیز پراپیگنڈہ کی مسلسل جاری مہم ہے جس سے انگیخت ہو کر شرپسند افراد احمدیوں کے خلاف مجرمانہ کارروایاں کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ جب تک جماعت احمدیہ کے حوالہ سے جاری کئے گئے مخصوص امتیازی قوانین ختم نہیں ہوجاتے اس طرح کے واقعات پر قابو پانا مشکل ہے۔‘‘

Ahmadi Muslims celebrate Khilafat Day

Baitul hameed Mosque - Chino

Every year, near the end of May, Ahmadi Muslims (who believe Mirza Ghulam Ahmad was the Promised Messiah and Imam Mahdi) gather in the more than 200 countries where they reside in order to celebrate the re-birth in the Muslim world of divinely-guided Khilafat or Islamic spiritual leadership. Ahmad claimed under Divine direction to be the long-awaited Messiah and Mahdi, and founded the Ahmadiyya Muslim Community in northern India on March 23rd, 1889.

Following the demise of Mirza Ghulam Ahmad on May 26th, 1908, and in fulfillment of prophecies in the Quran and the sayings of the Holy Prophet Muhammad (pbuh), rightly-guided spiritual leadership – Khilafat – was reinstated on May 28th with the election of Hakeem Nooruddin. Since then, the Ahmadiyya Community has been blessed with an uninterrupted line of Khalifas -- the current one being Mirza Masroor Ahmad, who governs the Community from London and is the 5th Khalifa and successor to the Promised Messiah and Imam Mahdi.

Imam Shamshad with younger graduating class from Tahir Academy

This year, the L.A East and Inland Empire chapters of the Community gathered on Sunday, May 25th at the Baitul Hameed Mosque in Chino to celebrate Khilafat Day with Quran recitation, Urdu poems and speeches on topics related to the Khalifa (Caliph) and the institution of Khilafat (Caliphate). But before the main event began at 11:30 am, there was a graduation ceremony for the children and young teens who successfully completed their Islamic education curriculum for the Winter and Spring semesters. Dr. Hamidur Rahman and Imam Shamshad A. Nasir presided over the awarding of diplomas, congratulating each student as they came forward to receive their educational certificates and diplomas. A group photo of all students and teachers was taken at the end of the ceremony.

Khilafat Day started with recitation from the Holy Quran by Saeed Saud, with English translation by Zafrullah Nooruddin, a recent convert to Ahmadiyya Islam. This was followed by an Urdu poem (nazm) recited by Waseem Janjua and with the English translation read by Israh Siddique.

L.A. East chapter president Dr. Ahsan M. Khan gave the opening remarks, welcoming everyone to the event. The first speech, by Jazib Ahmad, was titled "Allah makes the Khalifa" and focused on the idea that the selection of the Khalifa of Islam is not done by the mere hand of man, but by the Divine Will of God. The history of the Khilafat in Ahmadiyya bears this out with striking clarity when compared to attempts by other Muslim groups to either destroy the system of Khilafat in Ahmadiyya or set up a khalifa of their own, on their own, without the blessings and support of God.

The next speech, "Blessings of Khilafat in our homes," was delivered by Muizz Momen and covered the importance of making the Khalifa a central part of a family's life, especially inside one's home.

The next speaker was Anwer M. Khan, who spoke on the topic of: "Obedience to system of Khilafat." He explained how this system is a reflection of the Khalifa and is a critical element in keeping Ahmadis and their families connected to the Khalifa and the institution of Khilafat. Another key aspect was regularly watching the Khalifa's Friday sermons and other public addresses broadcast on the Community's 24-hour Islamic satellite & internet TV channel, Muslim Television Ahmadiyya.

The concluding speech was delivered by SW regional missionary and religious leader at the Baitul Hameed Mosque in Chino, Imam Shamshad A. Nasir. The Imam spoke about the necessity of prayer in congregation in the mosque and in private in the late hours of night. Both strengthen one's connection to the Khalifa and the institution of Khilafat – the first through sharing in the unifying strength one receives through praying together in the mosque with one's Muslim brothers and sisters, and the other through the connection one can strengthen through impassioned pleas before God when one is all alone, begging before God in the solitude and privacy in the late hours before dawn.

In closing, Imam Shamshad said that every Ahmadi needed to assess themselves and their connection to Khilafat. Every Ahmadi should remember the sacrifices made by their fellow Ahmadis in Pakistan and elsewhere in Muslims countries where Ahmadis face terrible hardships and persecution, and where more and more, Ahmadis are being called on to make the high sacrifices of their very lives, and that we all can see how they do this willingly and without a second thought. We all need to be willing and able to do the same.

Ahmadis living in the Western countries are free to practice their faith and preach it and live it without fear of reprisal or even death, and they should never be forgetful of this freedom, which is denied to so many others

Imam Shamshad Naser

Anwer Khan

Qari Saeed Saud

Dr Rahman & Imam Shamshad present students with their Tahir Academy Graduation Certificates

Al Akhbar
Published by the
A I C
Tel: (626) 852-2722
Email: AlakhbarUSA@yahoo.com
P.O.BOX 1034; Glendora, CA 91740
Al-Akhbar
الاخبار
المهجرية
Al Akhbar Newspaper
Vol. 19 No. 250 June 18, 2014 - P.O.Box 1034; Glendora, CA 91740 - USA - Tel: (626)852

Page 21

ایک اور کالم نویس زاہدہ حنا لکھتی ہیں:

’’کتنے عیسائیوں کے گھر جلے، ان کی عبادت گاہوں کی کس طرح بے حرمتی کی گئی۔ کتنے ہندوؤں نے جان کے خوف سے نقل مکانی کی اور اپنی دھرتی کو چھوڑ کر روتے ہوئے ہندوستان گئے۔ احمدیوں کی جان کس طرح ہر وقت سولی پر رہتی ہے، انہیں ملازمتوں سے نکالنے کا برسرعام مطالبہ ہوتا ہے۔ ان کی دکانوں کو نشان زدہ کر کے اکثریت سے کہا جاتا ہے کہ ان کا معاشی مقاطعہ کیا جائے۔ یہ سب کچھ ہمارے ہاں روزمرہ امور ہیں۔ اکثریت کو اس بات کا گمان بھی نہیں گزرتا کہ ان کے درمیان رہنے والے غیر مسلم جو آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں وہ ہر لحہ خوف میں مبتلا رہتے ہیں کہ کب ان کے گھر پر حملہ ہوجائے۔ کب ان پر توہین رسالت کا الزام لگ جائے کہ غیر مسلموں سے ذاتی دشمنی چکانے کا سب سے آسان طریقہ یہی رہ گیا ہے۔‘‘

یہ ہے پاکستانی مسلمان کا نقشہ جو ہمارے مہربان کالم نویسوں نے اپنے اپنے مضامین میں کیا ہے۔ پاکستانی ملّاں کا تو علم ہے ہی نہیں۔ وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ قرآن میں کیا لکھا ہے، یہی بات کہ احمدی اپنی مسجد کو مسجد بھی نہیں کہہ سکتے۔ حالانکہ قرآن کریم نے غیرمسلموں کی عبادت گاہوں کو بھی مسجد کہا ہے اس کے لئے سورۃ الکہف کی آیت 22 پڑھیں۔ پس مسلمانوں کے جاہلانہ رویّے اور انسانیت سوز اعمال سے ہمارا تو یہ حال ہے اور لبوں پر دعا ہے:

دلِ خون ہے غم کے مارے کی کشتی لگا کنارے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
اے دوستو! پیارو عقبیٰ کو مت بسارو
کچھ زادِ راہ لے لو کچھ کام میں گذارو
سایہ خدائے ذوالجلال

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 16/ دسمبر 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا مندرجہ بالا مضمون خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ ’’دلِ خوں ہے غم کے مارے کشتی لگا کنارے‘‘۔ نفس مضمون وہی ہے۔

چینو چیمپئن نے اپنی اشاعت 17/ دسمبر 2011ء میں صفحہ 5B پر مختصراً

ہمارے ہونے والے جلسہ سالانہ کی خبر شائع کی ہے۔جس کا عنوان ہے۔ "Convention at Chino Mosque"۔''چینو کی مسجد میں جلسہ کا انعقاد''

خبر میں لکھا ہے کہ چینو کی مسجد میں اندازاً ایک ہزار احمدی احباب اپنے جلسہ سالانہ ویسٹ کوسٹ کے لئے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ یہ جلسہ 23 تا 25/ دسمبر 2011ء ہو رہا ہے۔سلور سپرنگ میری لینڈ ہیڈ کوارٹر سے بھی مقررین جلسہ میں خطاب کرنے کے لئے آ رہے ہیں اس موقعہ پر ان عناوین پر تقاریر ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن کریم، امام شمشاد ناصر اس جلسہ کے انعقاد کے لئے منتظمین سے مل کر کام کر رہے ہیں۔ اس موقع پر دیگر مذاہب کے لوگوں کو بھی جلسہ میں شامل ہونے کی دعوت دی جارہی ہے۔ آخر میں مسجد کا فون نمبر بھی درج ہے۔

الاخبار نے اپنے عربی سیکشن میں 19/ دسمبر 2011ء کی اشاعت میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر کے ساتھ خطبہ عید الاضحیہ کا خلاصہ شائع کیا ہے۔ یہ خلاصہ اس سے قبل الانتشار العربی کے حوالہ سے پہلے گزر چکا ہے۔

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 23 تا 29/ دسمبر 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ''جو ہو مفید لینا، جو بد ہو اس سے بچنا۔عقل وخرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے'' خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے خاکسار نے اس میں لکھا کہ:۔

دنیا تیزی کے ساتھ ہلاکت کی طرف بڑھ رہی ہے اور اپنے پیدا کرنے والے رب کو نہ صرف بھول گئی ہے بلکہ ہر زیادتی، ظلم، فساد، شرارت، بدچلنی اور فسق و فجور کو شیر مادر کی طرح استعمال کر رہی ہے۔ اس کے بعد خاکسار نے ہر دو جنگوں (جنگ عظیم اول و دوم) کے نقصانات کا ذکر کیا اور پھر لکھا اس وقت تو معاشرے میں اتنی بے حسی پائی جاتی ہے کہ ساتھ والے گھر میں اگر کوئی بھوکا ہے تو اس کی بلا کو۔ حالانکہ اسلامی تعلیم ایسی نہیں ہے۔ اسلام میں تو ہر ایک کی خیرخواہی ہے۔ ملک (وطن عزیز پاکستان مراد ہے) کی سیاسی حیثیت اور ان کی سیاست پر تبصرہ کرنا میرا کام نہیں ہے میرا کام صرف اتنا ہے کہ

ان کا جو فرض ہے وہ اہل سیاست جانیں
اپنا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

خبریں سن کر، تبصرے دیکھ کر، حالات دیکھ کر، اخبارات میں پڑھ کر جو آج کل ہو رہا ہے (یہ 2011ء کی بات کر رہا ہوں) ایک شریف آدمی کچھ نہ کچھ سوچنے پر تو مجبور ہو ہی جاتا ہے۔ بس یہی کچھ کیفیت اس وقت ہماری ہے۔

مضمون کے عنوان کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس وقت جو کچھ معاشرہ میں ہو رہا ہے۔ اگر کوئی واقعی مفید بات ہے تو اسے لینا چاہئے اور اگر خراب اور غلط ہے تو اس سے الگ ہو جانا چاہئے عقلمندی اسی میں ہے اور اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ نیکیوں میں قدم آگے بڑھاؤ۔ برائیوں سے خود بھی بچو اور دوسروں کو بھی بچاؤ۔ ورنہ تم خود ظالم شمار کئے جاؤ گے!

جنگ عظیم اول اور دوم تو دور کی بات ہے۔ 1947ء میں پاکستانی قوم نے کس قدر عظیم قربانیاں دے کر پاکستان حاصل کیا۔ مگر افسوس آج وہ قربانیاں بھلا دی گئی ہیں۔قوم جس طرح برائیوں میں ملوث ہے وہ غالباً قربانیوں کے نام سے ہی بے خبر ہو گئی ہے۔ وہ قربانیاں اس لئے دی گئی تھیں کہ سب امن کا سانس لیں گے۔ مگر آج 60 سال گذرنے کے بعد بھی حال پہلے سے بھی بدتر ہے۔ وطن عزیز کے کسی گوشہ اور کونہ میں بھی امن نہیں ہے۔ نہ مذہبی امن، نہ سیاسی امن، نہ معاشی اور نہ ہی اقتصادی امن، جائیں تو جائیں کہاں؟

ہفت روزہ لاہور کے صفحہ 14 پر ''آج کل'' سے کچھ اقتباسات پیش کرتا ہوں جن میں وہ لکھتے ہیں کہ ''پاکستان میں شیعہ فرقہ کے خلاف ہونے والے دو واقعات انتہائی افسوسناک ہیں اور اس نے خطرے کی گھنٹی بجادی۔ لیکن محسوس یہ ہو رہا ہے کہ پاکستان کی ریاست کو اس خطرے کا احساس نہیں ہے۔

1980، 1990ء فرقہ وارانہ کارروائیاں پاکستان میں ایک معمول بن گیا تھا اور یہ سب کچھ ضیاء الحق کی پالیسیوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ فوجی اور انٹیلی جنس ایجنسیوں نے لشکر جھنگوی، سپاہ صحابہ پاکستان سمیت دوسری جماعتوں کی مدد اور انہیں پروان چڑھایا تاکہ وہ ان کے گھناؤنے منصوبوں کو آگے بڑھا سکیں.......سیکورٹی ایجنسیوں کی وجوہات کچھ بھی ہوں۔ مگر وہ پاکستان میں عوام کا تحفظ کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہیں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں یہ انتہائی قابل نفرت بات ہے کہ ہم شیعہ افراد کے خلاف ہونے والی کارروائیوں کو مسلسل نذر انداز کر رہے ہیں....... کیونکہ یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ شہریوں کے تحفظ کو یقینی بنائے خواہ ان کا تعلق کسی بھی فرقہ، نسل یا مذہب سے ہو۔ پاکستان دنیا کے ان معاشروں میں سے بنتا جارہا ہے جو تیزی سے ''عدم برداشت'' کی طرف بڑھ رہا ہے۔ احمدیوں، عیسائیوں، ہندوؤں اور سکھوں کے خلاف حملے تو ہو ہی رہے ہیں.........لیکن ان حملوں کو روکنے یا ان عناصر کو جڑ سے اکھیڑنے کے لئے کچھ نہیں کیا جارہا اور ہم تیزی سے ایک اچھوت ریاست کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اسلام تو رواداری کا سبق دیتا ہے۔صرف ملک کا اسلامی جمہوریہ نام رکھ دینے سے اسلام کی خدمت نہیں ہوسکتی۔

پس جنرل ضیاء کے دور میں یہ دہشت گردی پھیلی اور پنپی ہے اور اس وقت وطن عزیز اس کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔ احمدی ہوں، شیعہ ہوں، ہندو ہوں یا عیسائی کوئی بھی ہو کسی فرقہ یا مذہب کے ساتھ امتیازی سلوک رکھنا یا ان کے حقوق کو غصب کرنا ظلم ہے۔ اگر اسے پہلے قدم پر نہ روکا گیا تو یہ اژدھا سب کو نگل جائے گا۔ عدل کا نام لینے سے تو عدل قائم نہیں ہو جاتا۔ انصاف، انصاف کرنے سے تو انصاف قائم نہیں ہو جایا کرتا جب تک ایسے قوانین نہ ہوں اور جھوٹ کو جھوٹ نہ کہا جائے اور جھوٹوں کو عبرت ناک سزا نہ دی جائے۔ یہ کام اسی طرح رہے گا۔

ہم ہر ایک قسم کی دہشت گردی کی مذمت کرتے ہیں خواہ وہ کسی کے خلاف کیوں نہ ہو۔ اس کا علاج یہی ہے کہ برداشت کا مادہ پیدا کیا جائے اور پھر آخری زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک امام مہدی کے آنے کی خبر دی ہے اسے مانا جائے۔ کیونکہ جس مسیحا کی خبر آپؐ نے دی تھی جب تک اسے نہ مانیں گے علاج نہ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رواداری تو یہاں تک تھی کہ آپ ایک مجلس کے پاس سے گذرے جس میں مسلمان، مشرکین، بت، پرست، یہود سب ملے جلے تھے۔ آپ نے ان سب کو السلام علیکم کہا۔ آپ نے بلا تفریق السلام علیکم کہہ کر سب کو امن کی دعا دی ہے۔ یہی اسوۂ رسول اپنائیں گے تب بات بنے گی ورنہ نہیں!

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 23/ دسمبر 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا مندرجہ بالا مضمون بعنوان ''جو ہو مفید لینا، جو بد ہو اس سے بچنا، عقل وخرد یہی ہے، فہم و ذکا یہی ہے'' کو خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ لیکن مضمون کا عنوان یہ رکھ دیا کہ ''دلِ خوں ہے غم کے مارے کشتی لگا کنارے'' بہرحال نفس مضمون وہی ہے جو اوپر دوسرے اخبار کے حوالہ سے بیان کیا جا چکا ہے۔

ویسٹ سائیڈ نیوز پیپر نے اپنی اشاعت 29/ دسمبر 2011ء پر ہمارا ایک تبلیغی اشتہار شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے۔

''مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) بانی جماعت احمدیہ''

اس کے درمیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر ہے اور شرائط بیعت پہلی اور دوسری لکھی ہوئی ہے۔ آخر میں مسجد بیت الحمید کی تصویر اور جماعت کا ایڈریس ہے۔ اس اشتہار کی تفصیل اس سے قبل بھی آچکی ہے۔

ڈیلی بلیٹن نے ایک بڑی رنگین تصویر کے ساتھ اپنے پہلے صفحہ پر اور پھر خبر کا بقیہ حصہ کو A4 پر دیا ہے۔خبر کا عنوان ہے۔

"Muslims Gather in Chino" ''مسلمان چینو میں اکٹھے ہو رہے ہیں'' (ویسٹ کوسٹ جلسہ سالانہ کے لئے)

تصویر کے نیچے لکھا ہے: امام شمشاد بیت الحمید مسجد، 26 ویں ویسٹ کوسٹ کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر خطبہ جمعہ دے رہے ہیں۔ یہ خبر Monica Rodrigues نے لکھی ہے۔ خبر کا خلاصہ یہ ہے کہ لوکل مسجد 3 دن جلسہ کی مہمانی کر رہی ہے۔ جماعت احمدیہ ویسٹ کوسٹ کے ممبران، مسجد بیت الحمید میں اپنے جلسہ سالانہ کے لئے اکٹھے ہو رہے ہیں یہ جلسہ مذہبی نوعیت کا ہے جس میں اپنے ایمان کی تازگی اور روحانیت بڑھانے کی باتیں ہوں گی۔

اخبار مزید لکھتا ہے کہ جلسہ سالانہ میں ایک ہزار سے زائد لوگوں کی شرکت متوقع ہے۔ ''اس جلسہ میں لوگ ربانی باتیں سنیں گے اور مذہب کو سمجھ پائیں گے اس کے ساتھ ساتھ تین دن نمازیں اکٹھی پڑھیں گے اور سوشل تعلقات بڑھانے کا بھی یہ ذریعہ ہوگا۔''

یہ باتیں راشد سید نے بتائیں۔ اس موقع پر فیملیز بھی آتی ہیں اور دوسرے لوگ بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس جلسہ میں بچوں کے لئے بھی باتیں ہوں گی اور خواتین کا بھی الگ ایک پروگرام ہوگا۔ جلسہ سالانہ میں غیرمسلم مہمان بھی بلائے جاتے ہیں تاکہ ان کے ساتھ روابط کو مضبوط کر کے افہام و تفہیم کو بھی بڑھایا جاسکے۔ یہ لوگ عمومی طور پر انٹر فیتھ میں بھی شامل ہوتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے ممبران نے کہا کہ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ مل جل کر امن کے قیام کے لئے کام کیا جانا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ خدمت انسانیت کے لئے بھی کام کرنا چاہئے۔ احمدیہ مسلم کمیونٹی کے عقائد کو بھی لوگ غلط طور پر سمجھتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے بانی جماعت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) ہیں۔ جنہوں نے انڈیا سے دعویٰ کیا تھا کہ وہ اس زمانے کے امام اور ریفارمر ہیں۔ جماعت احمدیہ سب نبیوں پر ایمان لاتی ہے اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر بھی ایمان لاتی ہے۔

چینو کے ایک رہائشی نے کہا کہ وہ گذشتہ 14 سال سے متواتر جلسے میں شامل ہو رہا ہے جس سے وہ ہر سال اپنے ایمان، علم اور روحانیت میں اضافہ کرتا ہے۔ اس جلسہ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ جو لوگ عرصہ دراز سے نہیں ملے ہوتے وہ بھی آپس میں مل پاتے ہیں۔ یہ بات محمد عبدالغفار نے بتائی جو ریڈیو شو میں امام شمشاد ناصر کے ساتھ بطور میزبان ہوتے ہیں۔ اخبار نے آخر میں جلسہ کے پروگرام کی تفصیل بھی دی ہے۔ کہ تلاوت ہوگی، نظمیں ہوں گی اور تقاریر ہوں گی۔

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت میں ہمارے جلسہ سالانہ کی خبر شائع کی۔ خبر کا عنوان یہ ہے۔

''جماعت احمدیہ ویسٹ کوسٹ کا کنونشن 24/ دسمبر سے شروع ہوگا''

اخبار لکھتا ہے۔ چینو کیلی فورنیا۔ دسمبر کی 24 تا 26 تاریخوں کو جماعت احمدیہ ویسٹ کوسٹ کا 25 واں سالانہ جلسہ ہو رہا ہے۔ یہ تین روزہ اجتماع بیت الحمید مسجد چینو میں ہوگا۔ توقع کی جاتی ہے کہ اس اجتماع میں تقریباً 12 سو احمدی شریک ہوں گے۔ جماعت احمدیہ کے اراکین کے لئے سہ روزہ کانفرنس کے انعقاد کی روایت کی وضاحت کرتے ہوئے امام شمشاد احمد ناصر نے کہا ہماری اس مسجد کی تعمیر سے بہت

بقیہ صفحہ 9 پر

تابش مبشر

سرکس (تماش گاہ)

معنی اور مفہوم

سرکس انگریزی زبان کا لفظ ہے۔جس کے اردو معنی کرتب گاہ ہیں لیکن عام زبان میں اسے سرکس ہی کہاجاتاہے۔سرکس تفریحی کا بھر پور نظارہ پیش کرتی ہے اس میں انسانوں کی پھرتی کے کارنامے اور حیوانوں کے کرتب دکھائے جاتے ہیں اداکاری کے یہ نمونے سرکس کے درمیانی حصے میں دکھائے جاتے ہیں۔اسی جگہ کو ’’رنگ‘‘ RING کہتے ہیں۔ان کے علاومخصوص پریڈ،سفری چڑیا گھر کی نمائش کی جاتی ہیں۔پریوں کی تمثیل اور سائیڈشوعلیحدہ پیش کئے جاتے ہیں۔پاکستان کے قومی اور ثقافتی میلوں میں چھوٹی اور بڑی سرکس اپنے شو دکھاتی ہے۔ مگر گزشتہ کئی برسوں سے اکثرسرکس شو بند ہوگئے ہیں۔یورپ اور امریکہ میں مستقل پختہ عمارتوں میں سرکس ہاؤس قائم ہیں۔موسم کی تبدیلی کے باعث بارش اور برف باری کے دنوں میں بھی سرکس شومنعقد ہوتے ہیں۔ان ممالک کے بڑے شہروں میں شادی حال کی طرح سرکس ہاؤس کرایہ پر بھی ملتے ہیں۔جہاں ملکی وغیرملکی سرکس شو،طائفے اور ثقافتی پروگرام ہوتے ہیں۔

سرکس کی تاریخ

سرکس کابانی فلپ اسٹھاے تھاجس نے 1768ء میں جدیدسرکس کی ابتداء کی۔یہ انگلینڈ کارہنے والا مشہور گھڑسوار تھا۔لوہے کے ایک دائرے سے گھوڑے سمیت نکل کر مختلف کرتب دکھاتا۔اس طرح اس نے گھڑسواروں کی ایک ٹیم تشکیل دی جو انگلستان میں میلوں پر گھوڑوں کے نئے کرتب دکھاتی۔اس کے ایک گھڑسوار چارلیس ھگز نے 1782ء میں جدید رنگ تشکیل دیا جس کانام رائل سرکس رکھا۔یہ کھیل پورے یورپ میں پھیل گیا۔ 1793ء میں سرکس کا مظاہرہ نیو یارک اور فلاڈلفیا میں کیا گیا۔اس دوران ھگزنے سرکس کو روس میں متعارف کرایا۔جہاں سرکس کے کرتب سکھانے کے ادارے بھی قائم ہوچکے ہیں۔ 1987ء میں روسی سرکس کے کرتب سکھانے کے ادارے جب تربیت کیلئے 40 آسامیاں پر کرنے کیلئے درخواستیں طلب کیں تو اس ادارے کو 4 لاکھ درخواستیں موصول ہوئیں۔یونان رسے پر چلنے کافن شروع ہواجو آج بھی رائج ہے۔جدید دور میں رسے پر چلنے کے علاوہ فنکار مختلف کرتب پیش کرتے ہیں۔نوجوان لڑکیاں رسے پر چلتی ہوئی رقص بھی کرتی ہیں۔ 1870ء میں ریل گاڑی کی ایجاد سے سرکس کافن دنیاکے بڑے شہروں سے نکل کرقصبوں تک پھیل گیا۔ 1941ء میں یہ فن بڑے عروج پر رہا۔اب نیویارک اور ماسکومیں سرکس کی بڑی بڑی عمارتیں قائم ہیں۔

موجودہ سرکس

عارضی سرکس جگہ کی مناسبت سے لگائی جاتی ہے۔اسی حساب سے کھیل پیش کرنے کی جگہ یعنی رنگ کوترتیب دیاجاتاہے۔خوبصورت جھنڈیوں اور رنگین روشنیوں سے سرکس شوسجایاجاتاہے۔رنگ کے چاروں طرف تماشائیوں کے بیٹھنے کیلئے جگہ مخصوص کی جاتی ہے۔شوشروع کرنے سے پہلے پروگرام کے مطابق ہرفنکار اپنے فن کے مظاہرے کیلئے تیاری میں مصروف ہوتاہے۔جوسرکس کے پردہ میں تیاری کرتاہے۔شوکرنے کے لباس پہنتے ہیں اورمیک اپ کیاجاتاہے۔شو شروع ہونے سے پہلے سرکس کابینڈ اپنی سریلی دھنوں سے تماشائیوں کومحفوظ کرتاہے۔پھر گھنٹی بجتی ہے جوشروع ہونے کی نوید ہے۔چھلانگیں لگا کر ایک جھولے سے دوسرے طویل فاصلے کے جھولے تک کود کر پہنچنا مسخروں کا کمال فن ہے۔سائیکل سوار ایک پہیہ کی سائیکل پر اپنے کرتب دکھاتے ہیں۔مشکل ترین ورزش کے کھیل لوہے کے کڑوں سے گزر کر دیکھاتے ہیں۔جدیدسرکس نے حیرت انگیز کارنامے دکھائے ہیں۔چندسال ہوئے لاہور میں روسی سرکس کے فنکاروں نے عجیب کھیل پیش کئے۔سرکس شروع ہونے کاوقت 9 بجے تھامگرسرکس 10 بجے شروع ہوا۔تماشائیوں نے شوروغل مچایا۔ایک گھنٹہ بعد جب سرکس کا پہلافنکار آیاتو اس نے پہلے لوگوں کے شور کوچُپ کروایااور کہا کہ اپنی گھڑیوں میں وقت دیکھیں سب لوگوں کی گھڑیوں میں 9 بجے تھے۔لوگ حیران ہوگئے۔سرکس کے اداکارنے کہا کہ یہ ہمارا پہلا آئیٹم تھا پھر لوگوں نے ذاتی سوال لکھ کر پوچھے جو سوفیصد درست پائے گئے۔

چینی بازی گری

موجودہ سرکس میں چینی بازی گری کے کرتب دکھائے جاتے ہیں۔ہاتھوں پر کھڑے ہونے اور کیکڑے کی چال چلنے کی بازی گری،موسیقی کی لے پر ہوتی ہے۔بازی گری چینی عوام میں بڑی مقبول ہے۔’’بانس کی مدد سے کودنا‘‘ پھل توڑنے والے محنت کشوں کی جنبشوں پر مبنی ہے۔چینی بازی گروں نے بڑی محنت سے کئی پیچیدہ کھیل تخلیق کئے ہیں۔مثلاً ’’گھومتے پیالوں کا پگوڈا‘‘،’’طشتریاں گھومانا‘‘اور’’کرسیوں پر توازن‘‘ دنیا بھر میں پسند کیے جاتے ہیں۔چینی بازی گر اپنے ملک کے علاوہ بیرونی ممالک کے دوروں میں بھی اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔جس سے چین اور دوسرے ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات کوفروغ ہواہے۔پاکستان میں بھی چینی بازی گر کئی دفعہ اپنے فن کامظاہرہ کر چکے ہیں۔سرکس کا کھیل دنیا میں کم ہورہاہے۔مہنگائی کے دور میں ایک تو پرندے اور حیوانات بھی بھاری رقم سے حاصل ہوتے ہیں دوسرے ان کی خوراک بھی نسبتاًارزاں ہوگئی ہے۔مصروفیت کے دور میں سرکس دیکھنے کا پہلا مظاہرہ نہیں رہالوگ میلوں یا کسی قومی تقریب کے موقع پر ہی سرکس کا رخ کرتے ہیں۔ٹیلیویژن نے تمام تفریح سمیٹ لی ہے۔

بقیہ: تبلیغ میں پریس اور میڈیا ...... از صفحہ 8

قبل سے ہم اپنا کنونشن تعطیلات سرما میں منعقد کرتے آرہے ہیں اور اس طرح ہرسال اس ذریعہ سے ہم اپنے ہمسایوں کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ان کی حمایت اور تعاون ہمیں حاصل ہے۔اس کنونشن میں ہمارے قومی سطح کے رہنما بھی آتے ہیں اور ہماری طرف سے دیگر اہم شخصیتوں کو بھی مدعو کیا جاتاہے۔ ہمارے اس سال کے جلسہ کا مرکزی موضوع ’’مسلمان اور وفاداری‘‘ ہے۔ انہوں نے کہا کہ تین روزہ کنونشن کی روایت ایک سو سال قبل احمدیت کے بانی (علیہ السلام) نے ڈالی تھی۔

چینو چیمپئن نے اپنی اشاعت 24/ دسمبر 2011ء میں صفحہ 5B پر ہمارے ہونے والے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی خبر دیتے ہوئے لکھا کہ جماعت احمدیہ کے سالانہ کنونشن مسجد بیت الحمید میں ہو رہاہے۔ یہ جماعت احمدیہ کا 26 واں جلسہ ہوگا اور 24 تا 26/ دسمبر کی تاریخوں میں چینو میں ہو رہاہے۔ انتظامات جلسہ میں امام شمشاد ناصر نے دوسری انتظامیہ کے ممبران سے مل کر کام کر رہے ہیں۔

ڈیلی بلیٹن نے اپنی اشاعت 30/ دسمبر 2011ء میں ایک عیسائی مسٹر James Logan کا ایک خط شائع کیا ہے۔ اس خط میں انہوں نے ڈیلی بلیٹن کے ایڈیٹر کو شکایت کی ہے کہ کیا وجہ ہے 25/ دسمبر کو آپ نے عیسائیوں کو بھلا دیا اور بجائے عیسائیوں کی خبر دینے کے آپ نے مسلمانوں کی 25/ دسمبر کو خبر دی اور وہ بھی صفحہ اول پر۔ جب کہ آپ نے جماعت احمدیہ کے یہاں پر امام سید شمشاد ناصر کی تصویر اور ان کے جلسہ سالانہ کی خبر شائع کی اور عیسائیوں کو بھول گئے کہ عیسائی 25/ دسمبر کو (حضرت) عیسیٰ کی تاریخ پیدائش کرسمس کی صورت میں مناتے ہیں۔ خط کا متن درج ذیل ہے:۔ خط کی ہیڈ لائن یہ ہے: ’’واقعات کا نظر انداز کرنا‘‘

روزنامہ ڈیلی بلیٹن کے صفحہ اول پر عیسائی برادری کی طرف سے کرسمس کے واقعات کا ذکر نہ ہونے پر میں حیران ہوگیا ہوں کہ کیا اخبار بھول گیا کہ عیسائی 25/ دسمبر کو خدا کے بیٹے کی پیدائش کا جشن مناتے ہیں ؟ ہفتے کے آخری شمارے کے پہلے صفحے پر 25/ دسمبر کو ’’چینو میں مسلمانوں کے اجتماع جلسہ سالانہ‘‘ کی تصویر کو دکھایا گیا ہے۔جس میں امام شمشاد احمد ناصر، احمدیہ مسلم ویسٹ کوسٹ کے چھبیس ویں جلسے کے دوران جمعہ کا خطبہ دے رہے ہیں۔ اس تصویر کو شائع کرنے میں کیا خرابی ہے؟ مسلمان یسوع کو خدا کا بیٹا نہیں بلکہ نبی مانتے ہیں۔ ان کے جلسہ کو کرسمس کے مقابلے میں پہلے صفحہ پر چھاپا جاتا ہے اور بیت المقدس یا ویٹیکن یا ٹمبکٹو میں عیسائی تقریبات کا بالکل بھی ذکر نہیں کیا جاتا۔ اسلام کا یہ فرقہ (حضرت) مرزا غلام احمد کو مسیح موعود مانتا ہے۔جن کے بارے میں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ 120 سال پہلے زمین پر آئے تھے۔

اس کہانی کو صفحہ اول پر چھاپا جاتا ہے اور ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں، جو خدا کے بیٹے کی سالگرہ منانے کے لئے بیت المقدس کی زیارت کرتے ہیں اور جو پوری دہائی کا سب سے بڑا ہجوم ہے۔ عیسائیوں کے اہم ترین دن کو نظر انداز کرنے پر روزنامہ ڈیلی بلیٹن کو شرم آنی چاہیئے۔ کرسمس کے دن کے حوالے سے انہوں نے کم از کم پہلے صفحہ کے اوپر (Merry) ’’میری کرسمس‘‘ تو لکھ دیا ہے۔ لیکن میں بڑی مشکل سے ہی اس کو ’’کرسمس بند‘‘ کہہ سکتا ہے کیونکہ یہ نورمز ریستوران کا یسوع کی سالگرہ کے لئے رات کے کھانے کی مناسبت سے خاص صفحے پر کھانوں کی فہرست کا شائع کرنا ہے۔مسلمانوں کا جلسہ یقیناً کسی اور صفحے پر ہوسکتا تھا اور کرسمس کے جشن منانے والی تقریبات کو پہلے صفحہ پر ہونا چاہیئے تھا۔

نوٹ: آپ اس خط کو پڑھ کر سمجھ سکتے ہیں کہ بعض عیسائیوں میں کس طرح مسلمانوں سے تعصب پایا جاتاہے۔ ان کو یہ بھی ہضم نہیں ہوسکا کہ ہمارے جلسہ کی خبر کیوں پہلے صفحہ پر شائع ہوئی۔ لیکن یہ بھی دیکھنے والی بات ہے کہ اخبار نے انصاف کرتے ہوئے شائع بھی کی اور اس کا خط بھی شائع کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خدمت سلسلہ اور حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام پہنچانے کی توفیق دے۔ آمین

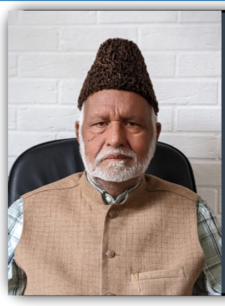

منور احمد خورشید ۔ مبلغ سلسلہ انگلستان

سردار نور احمد مرتضیٰ ڈوگر مرحوم

ہماری اس کائنات میں ہر کوئی عالم سفر میں ہے۔کسی کو دوام نہیں۔ہر کوئی اپنے معینہ وقت کا منتظر ہے۔اس لئے آئے روز ہمارے کتنے ہی عزیز و اقارب، بہت ہی پیارے وجود ہم سے رخصت ہوکر عالم ثانی میں جاتے ہیں۔قرآنی ارشاد ہے۔ مَّنۡ قَضٰی نَحۡبَہٗ وَمِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّنۡتَظِرُ(الاحزاب:24) ان میں سے بہت ایسے ہیں جنہوں نے اپنا مقصد حیات(موت) پالیا ہے اور بہت سے ایسے ہیں جو اپنے وقت کے منتظر ہیں۔ان بچھڑنے والوں کا ہم میں سے ہر ایک پر بالواسطہ یا بلا واسطہ بہت سارے احسانات ہیں۔جن کی وجہ سے ہی ہماری اس کائنات میں کوئی شناخت ہے۔اس لئے ہمیں قرآن پاک نے ارشاد فرمایا ہے کہ اُذۡکُرُوا موتاکم بالخیر۔اپنے مرحومین کو اچھے نام سے یاد کیا کرو۔

آج سوچا۔اپنے ایک مرحوم بھائی کا ذکر خیر ہوجائے۔یہ دوست مکرم سردار نور احمد مرتضیٰ ڈوگر صاحب ہیں۔جامعہ میں چند سال ان کی رفاقت میں گزارنے کی توفیق ملی۔ایک مخلص،وفادار اور ہمدرد انسان تھے۔

جکنی صاحب کو زندہ کردیا ہے

گیمبیا میں جماعت احمدیہ کے ایک بہت ہی معروف عالم دین اور مخلص بزرگ گزرے ہیں۔جنہیں اللہ کے فضل سے جماعت کی نمایاں خدمت کی توفیق ملی ہے۔ان کی سیرت وسوانح کے بارے میں،میں نے ایک مضمون قلمبند کیا۔جو الفضل اخبار کی زینت بنا۔اشاعت کے چند روز بعد مجھے کینیڈا سے ایک دوست مکرم سعید احمد چھٹہ کا فون آیا۔کہنے لگے منور صاحب،میں نے آپ کا، جکنی صاحب کے بارے میں الفضل میں شائع شدہ مضمون پڑھا ہے۔مجھے اسے پڑھ کر بہت خوشی ہوئی ہے۔آپ کے مضمون نے الحاجی جکنی صاحب کو زندہ کردیا ہے۔

اسی نسبت یہ سوچا کہ اس طرح ایک مرحوم بھائی کا نام حسب توفیق زندہ کردیا جائے۔

تعارف

مکرم نور احمد مرتضیٰ صاحب فروری 1940ء میں ضلع لاہور کے ایک گاؤں نانو ڈوگر میں پیدا ہوئے۔

آپ کے دادا محترم کا نام مکرم سردار محمد ابراہیم صاحب تھا۔جو اپنے علاقہ کے ایک زمیندار خاندان سے تھے۔

سردار ابراہیم صاحب کو اللہ تعالیٰ نے چھ بچوں سے نوازا۔جن میں سے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔بیٹوں میں سے بڑے مکرم غلام احمد صاحب مصطفیٰ تھے۔جن کو میں نے بارہا ربوہ میں دیکھا ہے۔

خاندان میں احمدیت

مکرم فرید احمد صاحب کی روایت کے مطابق ہمارے خاندان میں ہمارے دادا مکرم سردار ابراہیم صاحب کے زریعہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور مبارک کے اوائل میں شجر احمدیت کی تخم ریزی ہوئی۔جس کے بعد مرور زمانہ کے ساتھ اس خاندان میں احمدیت کی جڑیں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئیں۔

تعلیم وتربیت

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے مضافاتی گاؤں باٹھ سے حاصل کی۔بعدازاں میٹرک رائے ونڈ سے پاس کیا۔اس کے بعد اپنے برادر اکبر کی طرح پٹواری کا کورس مکمل کیا۔اس کے بعد تین مختلف مقامات پر بطور پٹواری کام کرنے کی توفیق ملی۔

وقف زندگی پر لبیک

1966ء میں آپ کے دادا جان کہنے لگے۔بیٹا ہم نے تمہیں خدمت دین کے لئے تعلیم دلائی تھی اس لئے نہ تھی کہ تم دنیاداری میں پڑے رہو۔آپ نے دادا جان کی آواز پر فوری لبیک کہا۔اپنے آپ کو وقف کردیا اور ربوہ جانے کی تیاری کرلی۔ربوہ پہنچے پر مکان کرایہ پر لیا اور اس طرح 1966ء میں جامعہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔

جامعہ احمدیہ کے ایام

مکرم مولانا حامد کریم صاحب مبلغ سلسلہ ہالینڈ اور مکرم نور احمد صاحب ایک ہی سال میں جامعہ میں داخل ہوئے۔مکرم نور احمد مرتضیٰ صاحب کے بارے میں مولانا صاحب کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

مکرم نور احمد صاحب جب جامعہ میں داخل ہوئے۔ان کی عمر باقی طلبہ سے دس بارہ سال زیادہ تھی نور احمد صاحب نے پٹواری کا کورس کیا ہوا تھا اور اس کے بعد چند سال بطور پٹواری کام بھی کیا تھا۔چونکہ وہ ہم سب طلبہ سے عمر اور تجربہ میں خاصے بڑے تھے۔اس لئے احتراماً ہم انہیں پا (بڑا بھائی) کہتے تھے۔

مکرم نور مرتضیٰ صاحب بہت ہی نیک فطرت،سادہ لوح اور ہمدرد انسان تھے۔بعض وجوہات کی بنا پر جامعہ میں اپنا تدریسی مشن مکمل نہ کرسکے۔کیونکہ ایک تو عمر پھر ان کی شادی بھی ہوچکی تھی جس کی وجہ سے ان کی عائلی ذمہ داریاں بھی اس راہ میں سد راہ بن رہی تھیں۔مرکزی ارشاد پر بطور وقف زندگی دفتر جائیداد میں چلے گئے اور پھر اللہ کے فضل سے خوب خدمت کی توفیق پائی۔بڑے ہی باوفا انسان تھے۔

ایک دفعہ میں اپنی فیملی کے ہمراہ پاکستان گیا ہوا تھا۔ان کے بیٹے عزیزم مظفر احمد ڈوگر صاحب سے ملاقات ہوئی۔انہوں نے بڑے پیار سے گھر پر بلایا۔جہاں مکرم سردار نور احمد صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔یہ ایک یادگار ملاقات تھی۔بہت پیار سے ملے۔ان دنوں خاصے بیمار تھے۔اس کے باوجود بڑے پُرتپاک انداز میں ملے۔ہماری بڑی پُرتکلف دعوت کی۔فجزاہ اللہ احسن الجزاء

میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ ان کی ساری اولاد اللہ کے فضل سے اخلاق حسنہ کی مالک ہے۔اپنے والد مرحوم کے دوست احباب کا بہت زیادہ احترام کرتے ہیں۔

جماعتی پروگرام میں شرکت پر خوشی ومسرت

جن دنوں آپ لندن تشریف لائے ہوئے تھے۔یہ جلسہ سالانہ کے مبارک ایام تھے۔جلسہ پر ان سے ملاقات ہوئی۔بہت خوش ہوئے۔کافی باتیں ہوئیں۔کہنے لگے میں نے آپ کو ایک چیز دکھانی ہے۔پھر انہوں نے اپنی جیب سے ایک میڈل نکالا اور بتایا کہ یہ مجھے چیریٹی واک میں حصہ لینے پر دیا گیا ہے۔باوجود بیماری کی شدت کے چیریٹی واک میں حسب توفیق حصہ لیا۔پھر میڈل ملنے پر بہت زیادہ خوش تھے۔اس سے یہ علم ہوتا ہے کہ تادم آخر جماعت کے ہر پروگرام میں شریک ہونے کی کوشش کرتے اور اسے اعزاز جانتے تھے۔

میدان عمل میں خدمات

مکرم مظفر احمد صاحب ابن مکرم سردار صاحب نے بتایا۔

ہمارے والد صاحب کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک لمبا عرصہ بطور مختار عام صدر انجمن احمدیہ پاکستان خدمت کی توفیق ملی۔یہ عرصہ 1972ء سے 1998ء تک محیط ہے۔

اس طویل سفر میں،بہت سارے نشیب وفراز پیش آئے۔آپ نے نہایت استقلال اور وفاداری کے ساتھ اپنا فریضہ کمال ایمان داری سے ایفا کیا۔

اپنے کام کے سلسلہ میں ملک بھر میں سفر کرتے۔کہیں پر جائیداد کی خرید وفروخت ہے۔کہیں پر تعمیرات، کہیں مقدمات چل رہے ہیں۔ہم نے والد صاحب کو ہر وقت مصروف ہی دیکھا ہے۔کبھی لاہور ہیں اگلے روز بہاول پور ہیں اور پھر اگلے ہفتہ پشاور کے لئے رخت سفر باندھ رکھا ہے۔شب وروز خدمت دین میں لگے رہتے تھے۔

لگاتار 48 گھنٹے کے بعد گھر آئے

ایک روز گھر میں دفتر کی جانب سے یہ پیغام آیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مرزا ناصر احمدؒ نے فوری حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا ہے۔محترم والد صاحب کو خاصی پریشانی ہوئی کہ اس وقت کیا کام ہوسکتا ہے۔فوری طور پر قصر خلافت میں پہنچے،ان دنوں قصر خلافت میں ایک ہال کا لینٹر ڈالنا تھا۔جس میں مناسب کام نہیں ہوا تھا جس سے حضورؒ سخت ناراض تھے۔حضورؒ کے چہرے پر سخت غصہ کا اظہار ہورہا تھا۔حضورؒ نے آپ کو

فرمایا سردار صاحب! آپ اس وقت تک ادھر ہی رہیں گے جب تک یہ کام پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ جاتا۔ اس ارشاد کی تعمیل میں والد صاحب لگا تار دو دن ادھر ہی رہے۔ کام مکمل ہونے کے بعد واپس گھر تشریف لائے۔ اس پر حضورؒ نے اظہار خوشنودی فرمایا۔

بک ڈپو کی تعمیر

اسی طرح کا ایک اور واقع بھی ہے کہ جماعتی بک ڈپو کی تعمیر کا کام جاری تھا۔ کام میں تاخیر ہورہی تھی۔ حضورؒ نے سردار صاحب کو اس کام کی تکمیل اپنی نگرانی میں مکمل کرنے کا ارشاد فرمایا جو مکرم والد صاحب نے حسب ارشاد مکمل کر دیا جس پر حضورؒ نے خوشی کا اظہار فرمایا۔

پرالی

جلسہ سالانہ کے موقع پر والد صاحب کی ڈیوٹی پرالی کا انتظام کرنا ہوتا تھا۔ ایک دوست محمد حسین صاحب ابو کے ساتھ سائیکلوں پر قریہ قریہ جا کر یہ فریضہ سرانجام دیتے تھے یہ ایک بہت ہی کٹھن کام ہوتا تھا۔ ابو جان بڑی خوش دلی اور جانفشانی سے یہ فرض سرانجام دیتے تھے اس دور کی نسل کے لئے پرالی اور اس کی اہمیت وافادیت جاننا بہت مشکل امر ہے۔

پرالی چاول کے پودے کا تنا ہوتا ہے۔ پرالی گھاس کی مانند بہت ہی نرم و ملائم ہوتی ہے۔ اس پرالی کو پورے جلسہ گاہ میں زمین پر قالین کی طرح بچھایا جاتا تھا۔ یہ پرالی نرم و ملائم ہونے کے ساتھ گرم بھی ہوتی تھی جس پر شرکاء جلسہ بڑے آرام کے ساتھ بیٹھ کر گھنٹوں جلسے کے پروگرام سنتے تھے۔

اس کے علاوہ اہل ربوہ اپنے گھر پر مقیم مہمانوں کے لئے بھی اسے استعمال کرتے تھے۔ اسے گھروں میں بھی زمین پر بچھا لیتے تھے تا کہ لوگ بآرام اس پر سوسکیں۔ یہ پرالی ٹریکٹروں، اونٹوں اور بیل گاڑیوں پر ربوہ لاتے تھے۔ یہ کافی مشکل کام ہوتا تھا۔ علاقہ بھر کے دیہاتوں میں جا کر یہ پرالی اکٹھی کرنا اور زمینداروں کو اس کے لئے قائل کرنا خاصا مشکل کام ہوتا تھا۔ یہ سفر اس زمانہ میں پیدل یا سائیکل پر ہوتا تھا۔

گوشت سپلائی

جب پرالی کا انتظام ہوجاتا تو ہر زمیندار کے پاس جا کر الگ الگ بات چیت کرنی ہوتی تھی۔ یاد رہے کہ یہ کام کوئی چند روز کا نہیں ہوتا تھا بلکہ اس پر کئی ماہ لگتے تھے اور اس کے لئے ربوہ کے مضافات میں موجود تمام دیہات میں جانا پڑتا تھا۔

اس کے بعد دوسری ذمہ داری جلسہ میں آنے والے مہمانوں کے لئے گوشت کا انتظام کرنا ہوتا تھا۔ والد صاحب چند دیگر کارکنان کے ہمراہ ربوہ کے مضافات کی مویشی منڈیوں میں جا کر جانور خریدتے بعد ازاں قصابوں کی معاونت سے گوشت تیار کر کے لنگر خانوں میں سپلائی کرتے یہ ایک سخت محنت طلب کام تھا۔

دیگر مصروفیات

جلسہ کے ایام میں ربوہ میں دیگر احباب کی طرح بہت سارے غیر از جماعت مہمان تشریف لاتے تھے۔ ان کے قیام وطعام کا کام کافی مشکل ہوتا تھا۔ والد صاحب اپنی دیگر مصروفیات کی وجہ سے جلسہ کے ایام میں بہت کم اپنے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔

گھر میں موجود مہمان ہی میزبانی کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ کھانے کے لئے پرچی حاصل کرنا پھر لنگر سے کھانا لے کر آنا کافی مشکل کام ہوتا تھا۔ سردی کے موسم میں پیدل یا سائیکل پر کھانا گھروں میں پہنچانا اور پھر کھانا کھلانا۔ سردی کی وجہ سے بار بار چائے وغیرہ بہت سارے کام ہوتے تھے۔

ادنیٰ ادنیٰ خوشیاں

نظام فطرت ہے کہ سب والدین اپنے بچوں کی دیکھ بھال، تعلیم و تربیت اور اپنی توفیق کے مطابق اپنے بچوں کی زندگیوں میں خوشیوں کے رنگ بھرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے والد صاحب بھی ہمارے لئے ہر ممکن اور جائز نعمت ہمیں مہیا کرنے کے لئے ہر قسم کی کوشش کرتے رہتے۔

جلسہ کے ایام میں والد صاحب کی ایک بات مجھے بہت یاد آتی ہے کہ ہمارے لئے تین تین سوٹ نئے سلواتے تا کہ جلسہ کے ہر روز ہم ایک نیا سوٹ زیب تن کریں۔ پھر باقاعدہ چیک کرتے کہ کیا ہم نے نئے کپڑے پہنے ہیں۔

جلسی اور عیدی

جلسہ کے موقع پر والد سب بچوں کو جلسہ کے لئے مخصوص رقم دیا کرتے تھے۔ اس کو ہم جلسی کہتے تھے۔ اس جلسی کی ہماری زندگی میں بہت اہمیت ہوا کرتی تھی۔ اسی طرح عید کے موقع پر نئے کپڑوں کے علاوہ عیدی ضرور دیتے۔

دلچسپ اور ایمان افروز واقعات

ہمارے والد صاحب کے خلافت سے والہانہ عشق کے چند واقعات خاکسار کے بھائی فرید احمد صاحب کی زبانی پیش خدمت ہیں۔

کہتے ہیں والد صاحب کی ایک بہت ہی خوبصورت عادت میانہ روی تھی۔ وہ اپنی غمی اور خوشی کے جذبات میں ہمیشہ معتدل رہتے تھے۔ میں نے والد محترم کو زندگی میں چند ایک بار بہت زیادہ خوش دیکھا ہے۔ جو ان کی قلبی کیفیت کی عکاسی کرتی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ ابو جان آج بہت خوش ہیں۔

جن دنوں شروع شروع میں، ربوہ میں ڈش انٹینا لگنے شروع ہوئے۔ ربوہ میں چند ایک ڈشیں لگی تھیں۔ ہمارے والد صاحب کے دل میں اس کی خواہش پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے اور میرے گھر پر بھی ڈش کا انتظام ہوجائے اور ہم لوگ بھی براہ راست اپنے پیارے آقا کی زیارت کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور جلد ہی ہمارے گھر میں ڈش لگ گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی براہ راست زیارت اور آسمانی مائدہ سے ضیافت

اس مبارک موقعہ پر والد محترم نے ہر خاص و عام کے لئے اپنے دل اور مکان کے دروازے کھول دیے۔ تا کہ ہر کوئی اپنے آقا کی زیارت اور خطابات سن کر اپنی روحانی پیاس بجھا سکے۔

مہمانان کی کثرت اور پردہ کے پیش نظر، میرے والد صاحب نے اپنے گھر میں تین ٹیلی ویژن کا انتظام کرلیا۔ خطاب کے موقعہ پر بہت سارے لوگ ہمارے گھر میں پروگرام دیکھنے کے لئے اکٹھے ہوگئے۔ خواتین کے لئے پچھلے صحن میں جبکہ مرد حضرات کے لئے گھر کے سامنے والے حصہ میں انتظام کر دیا گیا۔ گھر کے اندرونی حصہ میں اپنے عزیز واقارب کے لئے انتظام تھا مہمانوں کے لئے حسب توفیق خاطر و مدارت کی بھی توفیق ملی۔

اس روز محترم والد صاحب کی خوشی اور مسرت دیدنی تھی۔ اس قدر میں نے والد صاحب کو کبھی خوش نہیں دیکھا۔ یہ سارے انتظامات بڑا بیٹا ہونے کے ناطے باقی اہل خانہ کے تعاون سے میں ہی کر رہا تھا۔ اس شاندار اور تاریخی پروگرام کو دیکھ کر والد صاحب نے بے اختیار کہا۔ فرید یا آج خوش کر دتا ای۔ (فرید بیٹے آج تو نے خوش کر دیا ہے)

میری آمد کا مقصد پورا ہوگیا

مکرم والد صاحب سخت بیمار تھے۔ ہماری خواہش تھی کہ والد صاحب کو ایک دفعہ انگلستان لے آئیں۔ ہم نے ان کے لئے انگلستان کا ویزہ اپلائی کیا۔ بعض وجوہات کی بنا پر ویزہ کا انکار ہوگیا۔ پھر اپیل کی گئی۔ اللہ نے فضل کیا اور ویزہ مل گیا۔ لندن تشریف لے آئے۔ لیکن اس ویزہ میں ایک سقم تھا کہ یہ ویزہ جلسہ سالانہ کے دوسرے روز ختم ہورہا تھا۔ اس کے بعد انگلستان میں قیام ممکن نہ تھا۔ والد صاحب کی بڑی خواہش تھی کہ کم از کم عالمی بیعت میں شریک ہوجائیں۔

بامر مجبوری، بوجھل دلوں کے ساتھ پروگرام کے مطابق ائیر پورٹ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت وہاں جا کر علم ہوا کہ فلائٹ بعض وجوہات کی بنا پر کینسل ہوگئی ہے۔ اگلی پرواز نامعلوم مدت تک منسوخ ہے۔ یہ تو ایک معجزہ ہی تھا۔ اس اعلان کے بعد ہم لوگ بخوشی واپس گھر آگئے اور جلسہ کے بقیہ پروگرام بڑے اطمینان سے دیکھے اور سنے۔ عالمی بیعت میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس برکت کے ملنے پر والد صاحب کی خوشی دیدنی تھی۔ جلسہ ختم ہوا۔ والد صاحب نے کہا۔ اب میری واپسی کا انتظام کریں۔ ہم نے کہا۔ ابو جان، اب تو آپ یہاں حسب قانون مزید رک سکتے ہیں۔ کہنے لگے میں جس کام کے لئے آیا تھا وہ تو ہوگیا ہے اس لئے میں اب واپس جانا چاہتا ہوں۔ میری خواہش حضور سے ملاقات کی تھی وہ اللہ نے پوری کردی ہے۔ اس لئے اب میں واپس جانا چاہتا ہوں۔

خدمت دین کا جذبہ۔ تعمیل ارشاد خلافت

جب والد صاحب لندن تشریف لائے تو حضور انور سے ملاقات ہوئی جس کی وجہ سے بہت زیادہ خوش تھے۔ ہماری والدہ صاحبہ نے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور اب سردار صاحب کی صحت کافی بہتر ہے آپ انہیں کوئی کام دے دیں تو ان کے لئے بہت بہتر ہوگا۔ کیونکہ اکثر یہ دوائیوں کی وجہ سے غنودگی کی حالت میں رہتے ہیں لیکن جب کوئی دفتری کام آجائے تو بہت ایکٹو ہوجاتے ہیں اور خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا ہم انہیں ضرور کام دیں گے اور وہ کام ہمارے کاموں میں کامیابی کے لئے دعا کا ہے۔ اس کے بعد جب بھی ایم ٹی پر براہ راست پروگرام آتا تو دعا میں شامل ہوتے۔ اگر کوئی پرانا پروگرام دوبارہ آجاتا تو پھر بھی اس دعا میں شامل ہوتے اور کہتے مجھے حضور نے دعا کرنے کا ارشاد فرما رکھا ہے۔

تلاوت قرآن سے محبت

مکرم والد صاحب کو قرآن پاک کے ساتھ بہت عشق تھا۔ روزانہ بلا ناغہ تلاوت کرتے۔ آواز میں رقت پائی جاتی تھی۔ سفر وحضر میں تلاوت قرآن پاک میں کوتاہی نہیں ہوتی تھی۔ اکثر اوقات ملک بھر میں دوروں پر ہی رہتے لیکن اس حالت میں بھی تلاوت قرآن پاک ہمیشہ التزام سے کرتے رہے۔

رمضان المبارک میں ان کا یہ طریق تھا کہ کم از کم تین بار تلاوت قرآن پاک کا دور مکمل کرنا ہے۔

سب بچوں کو بھی قرآن پاک کی تلاوت پر کاربند رہنے کی تلقین کرتے رہتے۔ اس طرح اپنے بچوں کے دلوں میں بھی قرآن پاک سے محبت پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔

مجھے حضور کو دیکھنے دو

عزیزم مسرور احمد نے بتایا کہ محترم والد صاحب سخت بیمار تھے۔ اسپتال میں زیر علاج تھے۔ آپ کے سامنے ٹیلیویژن لگا ہوا تھا سارا وقت ایم ٹی اے لگائے رکھتے۔

جب کبھی کوئی اسٹاف ممبر آیا ہوتا اور چیکنگ کے لئے پردہ گرا دیتے تو والد صاحب مجھے کہتے کہ مسرور ٹی وی کے سامنے سے تھوڑا سا پردہ ہٹا دو۔ کیونکہ وہ حضور انور کی تصویر کو ہر وقت دیکھنا چاہتے تھے۔

والد صاحب کی شخصیت کا ایک رخ

والد صاحب کی رحلت کے بعد بہت سارے دوست جن کو ہم جانتے تھے اور بے شمار ایسے بھی تھے جن سے ہم نا آشنا تھے۔ انہوں نے ہمارے والد صاحب کے حسن سلوک، محبت اور مالی یا کسی اور قسم کی معاونت کا ذکر کیا۔ جبکہ ہمارے والد صاحب نے ہمارے ساتھ کبھی بھی ان واقعات کا ذکر نہیں کیا تھا۔ بہت ساری ایسی مستحق فیملیز بھی تھیں جن کی وہ باقاعدہ حسب توفیق مالی مدد فرمایا کرتے تھے۔ ان میں سے چند ایک واقعات کا ذکر پیش خدمت ہے۔

فی سبیل اللہ خدمت خلق

جب والد صاحب کا انتقال ہوا تو ایک روز ہم نے اپنے گھر کے بیرونی دروازے پر کسی کے رونے کی آواز سنی۔ ہم لوگ پریشانی میں باہر نکلے۔ تو ہم نے دیکھا ایک آدمی اونچی آواز میں رو رہا ہے اور کہہ رہا ہے میرے مہربان چلے گئے۔ چوہدری صاحب چلے گئے۔ یہ دوست مکرم عبد المنان صاحب آئس کریم والے گول بازار ربوہ تھے سب اہل ربوہ انہیں جانتے ہیں۔ ماشاء اللہ کافی معروف آدمی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ایک روز ایک جائیداد کے مقدمہ کے سلسلہ میں میں کچہری گیا ہوا تھا۔ وہاں میری سردار صاحب کے ساتھ ملاقات ہوگئی۔ میرا اس سے قبل ان کے ساتھ کوئی خاص تعارف نہ تھا۔ علیک سلیک کے بعد انہوں نے میرے عدالت میں آنے کا سبب دریافت کیا۔ میں نے اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ کہنے لگے یہ کاغذ مجھے دے دیں، یہ کام میں آپ کے لئے کر دوں گا۔ جس کام کے لئے میں اس قدر پریشان تھا مکرم سردار صاحب نے محض للہ کر دیا۔ فجزاہ اللہ

روز محشر خدا ہی فیصلہ کرے گا

عزیزم فرید احمد نے بتایا کہ والد صاحب نے ایک دوست کو ایک بڑی رقم کسی کام کے لئے دی۔ لیکن بعد میں اس دوست نے واپسی میں لیت ولعل کرنا شروع کر دیا۔ والد صاحب نے اس سے کئی بار مطالبہ کیا مگر اس نے ادائیگی نہ کی بعض دیگر دوستوں نے بھی مداخلت کی مگر بے سود رہا۔ کہتے ہیں میں خود بھی والد صاحب کے کہنے پر اس کے پاس کراچی تک گیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

اس کے بعد والد صاحب کہنے لگے بیٹا اب اس سے پیسے نہیں مانگنے۔ کیونکہ میرے پاس ادائیگی کا کوئی گواہ نہیں ہے۔ بس اللہ ہی گواہ تھا۔ اب اسی کی عدالت میں فیصلہ ہوگا۔ اس کے بعد والد صاحب نے اس سے پیسے نہیں مانگے۔

غریب پرور انسان

ربوہ میں ایک دوست کرامت اللہ صاحب نے بتایا کہ میری گوشت کی دوکان تھی۔ ایک دن سردار صاحب دوکان پر آئے۔ عید قریب آرہی تھی، کہنے لگے عید قریب ہے جانور کدھر ہیں۔ میں نے کہا۔ پیسے نہیں ہیں کہ مویشی خرید سکوں۔ اس پر انہوں نے ایک بڑی رقم مجھے دے دی اور کہا جاؤ جانور خرید لو۔ یہ خاصی بڑی رقم تھی۔ میں منڈی گیا اور جانور خرید لئے جس کے نتیجہ میں مجھے بہت فائدہ ہوا۔

دوستوں سے حسن سلوک

جب والد صاحب اسپتال میں داخل تھے۔ ایک دوست تشریف لائے۔ ہم ان سے متعارف نہ تھے۔ وہ والد صاحب کی علالت کا سن کر آئے تھے۔ بیمار پرسی کی اور کہنے لگے سردار صاحب میرے بہت مہربان انسان ہیں۔ ان کے مجھ پر بہت احسانات ہیں۔ مجھ سے جتنی چاہیں رقم لے لیں۔ میری گاڑی لے لیں۔ لیکن میرے دوست کی دیکھ بھال میں کمی نہیں ہونی چاہیے۔

خدمت دین کا ایک اور رنگ

کراچی میں ایک معلم مکرم محمد علی صاحب کے ذریعہ ایک دوست نے بیعت کی۔ اس نومبائع کی خواہش تھی کہ ان کا بیٹا قرآن پاک حفظ کرلے۔ اس دوست نے محمد علی صاحب کے ساتھ اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔ مولوی صاحب نے بتایا ربوہ میں میرا ایک بھائی ہے وہ انتظام کر دے گا۔ محمد علی صاحب اسے ربوہ میرے والد صاحب کے پاس لے آئے اور اس بچہ کو جس کا نام شیخ بابر علی تھا۔ ان کے سپرد کر دیا۔ اس طرح یہ بچہ ہمارے گھر کا حصہ بن گیا، ہمارے والد صاحب نے اس بچہ کی تربیت اور دیکھ بھال اپنے بچوں کی طرح کی۔ یہاں تک کہ وہ بچہ بفضل اللہ تعالیٰ اپنے مقصد حفظ قرآن میں کامیاب ہوگیا۔

نئے مکان کی خرید

ان کے بیٹے مسرور احمد صاحب نے بتایا کہ ایک روز میں محلہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ کھیل کے میدان میں کھیل رہا تھا۔ عموماً والد صاحب شاذو نادر ہی ہمارے سکول یا کسی اور جگہ ملنے کے لئے آتے تھے۔ اس روز میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ آپ کو یاد نہیں ہم نے آج نئے مکان کا قبضہ لینا ہے۔ آؤ چلیں۔ مجھے انہوں نے اپنے سائیکل پر بٹھالیا اور ہم دونوں دارالیمن کو روانہ ہوگئے۔ سابقہ مالک مکان سے ملاقات ہوئی۔ اس نے مکان کی چابیاں ایک ایک کرکے والد صاحب کو دینی شروع کر دیں اور ساتھ ساتھ بتارہا تھا کہ یہ چابی فلاں دروازہ کی ہے۔ والد صاحب وہ چابیاں میرے ہاتھ میں تھماتے چلے گئے۔ جن سے میرے دونوں ہاتھ بھر گئے۔

اس روز والد صاحب بہت خوش تھے۔ مجھے آج بھی یہ نظارہ یاد ہے۔ اس سے علم ہوتا ہے کہ ہمارے والد صاحب نے ہماری خوشیوں کے لئے کس قدر محنت کی۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ اس مکان کی خرید اور حصول کے لئے ان کی نیت کیا تھی جس کا علم ہمیں بعد میں ہوا۔

پھر وقت نے بتایا کہ یہ گھر جہاں ہمارے لئے ایک پناہ گاہ تھا۔ اس کے علاوہ پورے محلہ کے خورد و کلاں کی تعلیم و تربیت، خطبات جمعہ سننے اور خلفاء کرام کے علمی اور روحانی درس و تدریس سے استفادہ کرنے کا مرکز بن گیا۔ کیونکہ اس مکان کو کئی سال تک بے شمار جماعتی پروگراموں کی میز بانی کا شرف نصیب ہوا۔

اس مکان کو تعلیم و تربیت کا مرکز بنا دیا

رمضان المبارک کے ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے درس قرآن کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس وقت ربوہ میں چند ایک ڈش انٹینوں کا انتظام تھا۔

ہمارا گھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی بڑا تھا جو دو کنال پر محیط تھا۔ مکان کی دونوں جانب وسیع و عریض صحن تھے جن میں خواتین و حضرات کے لئے باپردہ انتظام ہوتا۔ مکان کے پچھلے صحن میں خواتین اور اگلے حصہ میں مرد حضرات پروگرام دیکھ لیتے۔ درس کے بعد حاضرین کے لئے باقاعدہ افطار کا انتظام ہوتا۔ بسا اوقات دیگر مقامی دوست بھی افطاری کا اہتمام کرتے تھے۔ اکثر والد صاحب خود ہی حسب توفیق افطار کا انتظام کرتے تھے۔ والد صاحب اللہ تعالیٰ کے اس فضل و کرم پر بہت خوش ہوتے۔

بادشاہ سویٹ ہاؤس

ہمارے گھر کے قریب ہی بادشاہ نامی مٹھائی والا تھا۔ اس کو بتا دیتے کہ بھئی آج اتنے کلو پکوڑے، سموسے اور نمک پارے وغیرہ بھیج دو۔ ابو جان کا اس سے حساب چلتا رہتا تھا۔

یہ خطبات جمعہ کا سلسلہ اس وقت تک ہمارے گھر پر چلتا رہا جب تک ہمارے محلہ کی مسجد میں ڈش انٹینا نصب نہیں ہوگیا۔ مسجد میں ڈش لگنے کے بعد بھی اس کے لئے ریسیور والد صاحب نے ہی پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ہمارے لئے اعزاز کی بات ہے۔ الحمد للہ

نیک اولاد ایک صدقہ جاریہ ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک نعمت عظمیٰ اور غیر مترقبہ محبت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی خاص دین ہے۔ جس کا کوئی متبادل نہیں ہے۔ دنیا میں ہر محبت و نفرت نشیب و فراز کے ساتھ شکست و ریخت کا شکار ہوتی رہتی ہے لیکن والدین کی محبت واحد ایسی لازوال اور سدا بہار محبت ہے جس کی مثال دنیا میں عنقا ہے۔

اسی طرح بچوں کو بھی اپنے والدین سے فطری محبت ہوتی ہے جس کے لئے وہ بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ لیکن بچے باوجود چاہنے اور کوشش کے بھی اپنی بے شمار ذمہ داریوں کے اسے کماحقہ ادا نہیں کر سکتے اور یہی نظام قدرت ہے۔ لیکن بعض بچے ماشاء اللہ اپنی مثال

بقیہ صفحہ 13 پر

حنیف محمود کے قلم سے

آداب معاشرت

نماز باجماعت میں صفوں کو سیدھا رکھنے کی اہمیت

قسط 3

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ہم ان جماعتوں کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں جو صف بہ صف بالترتیب کھڑی ہوتی ہیں۔

(الصافات: 2)

آنحضرت ﷺ نے نماز میں صفوں کو سیدھا کرنے، پہلی صف میں کھڑے ہونے پر بہت زور دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جو لوگ صفوں کو ملاتے ہیں خدا تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ (ابن ماجہ) پھر آپ نے فرمایا کہ صفوں کو برابر کرنا دراصل نماز کا حصہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ شیطان کو صف میں خالی جگہ میں یوں گھستے ہوئے دیکھتا ہوں گویا وہ بکری کا بچہ ہے۔ (ابن ماجہ) ایک جگہ آپؐ نے یوں فرمایا کہ لوگو! صفیں درست کرلو یا تو تم صفیں سیدھی رکھو گے یا اللہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا کردے گا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صف میں پہلے دایاں حصہ مکمل کرنا چاہئے ایک صحابی کو آپ نے بازو سے پکڑ کر بائیں جانب سے دائیں جانب کیا۔ (صحیح بخاری) دو آدمیوں کی صورت میں یا دو سے زائد ہوں تو صفیں امام کے پیچھے متوازی ہونی چاہئیں۔

آپؐ نے فرمایا کہ پہلے اگلی صفوں کو مکمل کرو اور صفوں کے خلا کو پُر کرو جس طرح فرشتے کرتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا کہ مردوں کی بہترین صف پہلی صف ہے۔

(صحیح مسلم)

آپؐ فرماتے ہیں کہ یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف یا پہلی صفوں پر سلامتی بھیجتے ہیں۔

(سنن الدارمی)

آپؐ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ پہلی صف میں کھڑے ہونے کا کتنا ثواب ہے تو پھر اگر انہیں پہلی صف حاصل کرنے کے لئے قرعہ ڈالنا پڑے تو وہ ضرور ڈالیں گے۔

(صحیح بخاری)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس حدیث کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کرسکیں۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’نماز باجماعت جب کھڑی ہوتی ہے تو آداب میں سے ایک بنیادی چیز صفوں کو سیدھا رکھنا ہے اور اس کو آنحضرت ﷺ نے بڑی اہمیت دی ہے کیونکہ اس سے ایک وحدت کی شکل پیدا ہوتی ہے تو صفیں سیدھی کرنے کی بڑی اہمیت ہے۔ آپس کے تعلقات کے لئے بھی اور ایک ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے کے لئے بھی کیونکہ جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ نماز کے آداب میں سے صفوں کو سیدھا رکھنا انتہائی ضروری چیز ہے اور آنحضرت ﷺ اس بات کا بڑا اہتمام فرماتے تھے۔

بقیہ: سردار نور احمد مرتضیٰ ڈوگر مرحوم...... از صفحہ 12

آپ ہوتے ہیں۔

لیکن میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ مکرم نور احمد مرتضیٰ صاحب کی اولاد ان کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی، جب ان کے بارے میں بات کرتے ہیں تو ان آنکھوں میں اشک تیرتے نظر آتے ہیں۔ ایک روز ان کے ہاں شادی کی ایک تقریب تھی۔ انہوں مجھے دعا کے لئے بلایا۔ میں نے بوجہ علالت مجبوری ظاہر کی۔ کہنے لگے انکل جی ہمیں آپ میں ہمارے ابو نظر آتے ہیں اس لئے آپ کی آمد بہت ضروری ہے۔ یہ بات ان کے بچوں کی اپنے والد مرحوم کے ساتھ گہری محبت اور احترام کی غمازی کرتی ہے۔

تربیت اولاد

اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو تین بیٹوں سے نوازا ہے۔ جن کی آپ نے بہت اچھی تربیت کی۔ سب بچے بفضل تعالیٰ ہمہ وقت خلافت کے گرد پروانوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ ان کے ایک صاحبزادے مظفر ڈوگر صاحب مربی سلسلہ وقف زندگی ہیں۔ ان کے ایک پوتے عزیزم نیّر احمد ابن مکرم فرید ڈوگر صاحب وقف زندگی کے طور پر لندن میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔

اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ وارفع درجاتہ فی اعلیٰ علیین۔ آمین

پرندوں کو گھروندوں سے باہر نکالنے کا طریق

گیمبیا کی ایک جماعت میں ایک بار خاکسار نے کسی مالی تحریک کے بارے میں اعلان کیا۔ وہاں پر موجود ایک بزرگ نے اپنے ایک عزیز کو چندہ جات میں باقاعدگی کے ساتھ حصہ نہ لینے پر سخت سست کہا۔ مجھے اس بزرگ کا انداز کچھ ناگوار گزرا۔ میں نے بعد میں اس بزرگ سے کہا کہ آپ کا انداز کچھ مناسب نہیں تھا۔ کہنے لگے بعض پرندوں کے گھروندے درختوں کے تنے میں ہوتے ہیں۔ ان پرندوں کو ان کے گھروندوں سے نکالنے کے لئے زرا زور زور سے کھٹکھٹانا پڑتا ہے۔ بلانے سے وہ باہر نہیں نکلتے۔ ایسے ہی بعض کمزور لوگوں کو کسی بھی تحریک کے لئے زرا سختی سے کچھ کہنا پڑتا ہے۔ ورنہ وہ سستی دکھاتے ہیں۔

قصہ کچھ ایسا ہی ہے۔ میں بھی وہ پرندہ ہوں جسے عزیزم مظفر احمد نے گھونسلے سے زرا سختی سے نکالا ہے۔ کیونکہ اکثر اوقات کسی بھی کار خیر کے پس پشت کئی ایک دیگر محرک اور عوامل ہوتے ہیں۔ جن کے نتیجہ میں کام سرانجام پاتے ہیں۔ مکرم نور احمد مرتضیٰ کے بارے میں اس مضمون کے لکھنے کے پیچھے میں وہ پرندہ ہوں جسے گھونسلے سے نکالنے میں عزیزم مظفر احمد ڈوگر صاحب کا ہاتھ اور تحریک ہے۔ انہی کی تحریک پر میں نے قلم اٹھایا اور اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو ترتیب دے کر آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی توفیق پا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ عزیز مظفر احمد کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

گر قبول افتد زہے عزوشرف

مرسلہ: مولانا عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن

غَلَط العام الفاظ کی درستی

قسط 5

نمبر	غَلَط العام	درست ادائیگی
1	مُعَلَّم	مُعَلِّم
2	خَادَم	خَادِم
3	اِحْمَد	اَحْمَد
4	نِماز	نَماز
5	عَرْبی	عَرَبی
6	اَفْطار	اِفْطار
7	شَمَّس	شَمْس
8	طَارَق	طَارِق
9	وَقَت	وَقْت
10	سوال کرنا	سوال پوچھنا
11	رَمْضَان	رَمَضَان
12	عَرْفَان	عِرْفَان

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

ہوں۔ نہ کسی تجارتی کارخانے کو اشتہار دینے کا موقعہ ملے۔ نہ کسی گھر میں کھانے کی کوئی چیز پائی جائے اور نہ غالباً بازاروں سے مل سکے۔ کیونکہ کل کی تو فکر ہی نہیں، بلکہ فکر کرنا گناہ ہے۔ برخلاف اس کے قرآن مجید کی تعلیم کیا پاک اور عملی زندگی میں کام آنے والی ہے اور لطف یہ ہے کہ عیسائیوں کا اپنا عمل درآمد بھی اسی آیت پر ہے ورنہ آج ہی سے سب کاروبار عالم بند ہوجائیں اور کوئی نظام سلطنت قائم نہ رہے۔ قرآن پاک کی تعلیم وَلۡتَنۡظُرۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٍ پر عمل کرنے سے انسان نہ صرف دنیا میں کامران ہوتا ہے بلکہ عقبیٰ میں بھی خدا کے فضل سے سُرخرو ہوگا۔ ہم کبھی آخرت کے لئے سرمایہ نجات جمع نہیں کرسکتے جب تک آج ہی سے اس دارالقرار کے لئے تیاری نہ شروع کردیں۔‘‘

(تشحیذ الاذہان جلد 7 نمبر 5 صفحہ 227-228)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

’’چاہیے کہ ہر ایک نفس دیکھ لے کہ اس نے کل کے واسطے کیا تیاری کی ہے۔ انسان کے ساتھ ایک نفس لگا ہوا ہے جو ہر وقت مبدّل ہے۔ کیونکہ جسم انسانی ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے۔ جب اس نفس کے واسطے جو ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے اور اس کے ذرّات جدا ہوتے جاتے ہیں، اس قدر تیاریاں کی جاتی ہیں اور اس کی حفاظت کے واسطے سامان مہیا کئے جاتے ہیں۔ تو پھر کس قدر تیاری اس نفس کے واسطے ہونی چاہیے جس کے ذمہ موت کے بعد کی جواب دہی لازم ہے۔ اس آنی فانی والے جسم کے واسطے جتنا فکر کیا جاتا ہے۔ کاش کہ اتنا فکر اس نفس کے واسطے کیا جاوے جو کہ جواب دہی کرنے والا ہے۔

(بدر 13/ دسمبر 1906ء صفحہ 9)

(خطبہ جمعہ 30/ مئی 2003ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

انصر عباس۔ مبلغ سلسلہ ساؤتومے

جلسہ سالانہ ساؤتومے

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے مؤرخہ 17؍ دسمبر 2022ء کو جماعت احمدیہ ساؤتومے کو گواداالوپ (Guadalupe) شہر کے اسکول کے فٹ بال گراؤنڈ میں اپنا نواں ایک روزہ جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للّٰہ علی ذالک۔ سال 2020ء اور 2021ء میں کرونا وائرس کی وجہ سے جلسہ سالانہ منعقد نہیں ہو سکا تھا۔ امسال 21؍ مئی کو پرنسپ جزیرہ پر اور 17؍ دسمبر کو ساؤتومے میں جلسہ سالانہ منعقد کیا گیا۔ 17؍ دسمبر کی صبح 8 بجے تک احباب جماعت فٹ بال گراؤنڈ میں جمع ہو گئے تھے۔ جلسہ کا عنوان تھا ”خلافت احمدیہ امن، بھائی چارے کی ضمانت ہے“ گراؤنڈ کو مختلف جماعتی بینرز سے سجایا گیا تھا۔

جلسہ سالانہ میں کل سات تقاریر کی گئیں۔ جن کے عناوین یوں ہیں: 1۔ خلافت احمدیہ امن اور بھائی چارے کی ضمانت ہے۔ 2۔ مساجد کی اہمیت اور آداب مساجد۔ 3۔ نکاح کو رواج دینا۔ 4۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے بائبل کی پیش گوئیاں۔ 5۔ سیرت النبی ﷺ۔ 6۔ شراب اور خنزیر کے گوشت کی ممانعت از روئے قرآن و بائبل اور سائنسی نقطہ نگاہ میں۔ 7۔ مالی قربانی کی اہمیت و برکات۔

جلسہ کے پہلے سیشن کا آغاز 9 بج کر 30 منٹ پر ہوا۔ پہلے سیشن میں تلاوت اور نظم کے بعد تین تقاریر ہوئیں۔ دونوں سیشن کے درمیان نومبائعین نے اپنے احمدیت قبول کرنے کے واقعات سنائے اور سوال و جواب بھی ہوئے۔ 12 بجے وقفہ کیا گیا۔ دوران وقفہ ریفریشمنٹ کروائی گئی اور نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔ پھر دوسرے سیشن میں چار تقاریر ہوئیں۔ جلسہ کے اختتام پر دعا ہوئی۔ احباب جماعت نے جماعتی نظمیں اور ترانے پڑھے۔ احباب کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ 5 بجے شام تک تمام احباب جماعت بخیریت اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ جلسہ سالانہ میں الحمد للّٰہ 30 جماعتوں سے 410 احباب جماعت اور غیر مسلم احباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے آمین۔ مقامی ریڈیو نے جلسہ کی خبر نشر کی۔

تاثرات

ضلع لوباتا کے میئر صاحب جلسہ میں شریک ہوئے تھے۔ کہنے لگے کہ میں جماعت احمدیہ کو بڑے عرصہ سے جانتا ہوں۔ یہ بہت پر امن مذہب ہے۔ ہمارے ملک میں اگر تمام مذاہب اسی طرح امن کی تعلیم دیں تو بہت حسین معاشرہ تشکیل پائے گا۔ جماعت احمدیہ پورے ملک میں عوام الناس کے اندر ایک تبدیلی پیدا کر رہی ہے۔ جماعت کی طرف سے ہمیشہ امن کا پیغام ملا ہے۔ وقار عمل بھی جماعت کا طرہ امتیاز ہے۔ میں خدام سے اپیل کرتا ہوں کہ نئے سال کے موقع پر ہماری مدد کریں۔ اس پر خدام الاحمدیہ ساؤتومے نے ملک بھر میں وقار عمل کے کئی پروگرام کئے۔

اس جلسہ میں بہت سارے نومبائعین بھی شریک ہوئے۔ جلسہ میں ان کی ملاقاتیں اپنے خاندان والوں سے ہوئیں جو پہلے سے احمدی تھے یا نئے احمدی ہوئے تھے۔ نومبائعین اور پرانے احمدی اپنے خاندانوں کو جماعت میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ بار بار اپنی خوشی کے جذبات کا اظہار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے کہ اس نے ہمارے خاندانوں کو حقیقت کا راستہ دکھایا۔

فقہی کارنر

جنازہ غائب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”جو جنازہ میں شامل نہ ہو سکیں وہ اپنے طور سے دعا کریں یا جنازہ غائب پڑھ دیں۔“

(اخبار بدر نمبر 19 جلد 6 مؤرخہ 9؍ مئی 1907ء صفحہ 5)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

گھر سے نکلتے وقت کی دعا

حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب میرے گھر سے نکلتے تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ یُجْهَلَ عَلَیَّ

(سنن ابی داؤد ابواب النوم باب مایقول اذا خرج من بیعتہ)

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں، یا لغزش کھاؤں یا پھسلایا جاؤں اور اس بات سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی دوسرا مجھ پر ظلم کرے یا جہالت برتوں یا میرے ساتھ جہالت برتی جائے۔

ایک سبق آموز بات

مربی ضرور بنیں۔ مربی صاحب نہ بنیں

ایک عزیز نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے دوران عرض کی کہ حضور! میں مربی صاحب بننا چاہتا ہوں میرے لئے دعا کریں۔ حضور انور نے فرمایا: **مربی ضرور بنیں۔ مربی صاحب نہ بنیں۔**

حضور کے ان الفاظ میں ہم سب کے لئے عموماً اور مربیان کے لئے خصوصاً بہت بڑا سبق ہے کہ اپنے آپ کو بڑا بنانے یا سمجھنے سے احتراز کرنا چاہئے۔ تکبر یا فخر کا شائبہ نہ ہو۔ یہ گمان ہرگز دل میں نہ آئے کہ مخاطب نے مجھے عزت کے ساتھ نہیں پکارا۔ آنحضورؐ سب سے بڑے مربی تھے مگر منکسر المزاج، عاجزی اور انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

(مرسلہ: فرخ شاد)

یکم مارچ 2023ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:25	18:25
مدینہ منورہ	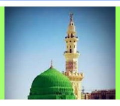	05:27	18:24
قادیان		05:35	18:26
ربوہ		05:15	18:06
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:19	17:43